جنت تجری تحتہا الانہار

مپرس از سن و یاران من بہار مرا
قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

گلستان مذاق

عالیجناب نواب خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب او بی ای ایم اے اقبال ہم کے
بعض علمی و اخلاقی خیالات اور شاعرانہ جذبات کا مجموعہ

مت ھنو پریس کالاکانکر مین چھپا

۱۰

اول بار ۱۹۰۷ ۱۲ ۳۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ونصلی علی رسولہ محمد والہ الکریم

حمد باری کا گلدستہ

ترجمہ انتخاب حدیث نبوی

خدا ہی کے لئے حمد ہے جو اپنے وحدانیت مین برتر اور باوصف اپنے
یکتائی کے اپنے مخلوق سے قریب ہے۔ اُسنے اپنے علم سے ہر چیز کو احاطہ
کرلیا ہے اور اپنی قدرت اور برہان کے ساتھ تمامی مخلوقات پر غالب ہے
وہ ایسا مجید ہے کہ کبھی اُسکو زوال نہین اور ایسا محمود ہے جسے کبھی فنا نہین آسمانو نکا
پیدا کرنے والا زمینون کا بچھانے والا اور ارض وسما کا شاہنشاہ ہے۔ پاک
اور منزہ ہے۔ ملائکہ اور روح کا پروردگار ہے۔ اپنی تمام مخلوق پر مہربانی کرنے والا
اور اپنے مقربان بارگاہ پر احسان فرمانے والا ہے۔ سب نگاہون کو دیکھتا ہے
مگر اُسے کوئی نگاہ نہین پاسکتی۔ کریم ہے حلیم ہے گنہگارون کو سزا دینے مین
(اپنے حلم کے سبب سے) تاخیر و تامل فرماتا ہے۔ اوسنے اپنے رحمت کے وجہ سے

کسی چیز پر ضیق نہین فرمائی اور اپنے بندون پر عطائے نعمات کا احسان کیا ہے
انتقام لینے مین تعجیل نہین کرتا اور مستحقین عذاب کے ساتھ مبادرت نہین فرماتا۔ تمام
اسرار کو سمجھتا ہے۔ دلون کی بات کو جانتا ہے۔ چھپی ہوئی چیزین اُس سے پوشیدہ
نہین ہین اور پوشیدہ باتین اوسپر مشتبہ نہین ہین۔ اُسکو ہر شے پر احاطہ ہے ہر شے پر
غلبہ ہے ہر شے مین قوت ہے اور ہر شے پر قدرت ہے۔ اُسکے مثل کوئی شے نہین اور
وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ ہمیشہ عدل کے ساتھ قائم ہے اور اُس خدائے غالب
وحکیم کے سوا دوسرا کوئی معبود نہین۔ نہ کوئی اُسکی کنہ ذات کو پہونچ سکتا ہے۔ نہ باطن
وظاہر سے اُسکی کیفیت دریافت کرسکتا ہے۔ اگر کچھ سمجھ سکتا ہے تو محض انہین صفات
سے جنھین خود اُسنے اپنے نفس پاک پر دلیل فرمائی ہین۔ بیشک وہ خدا ایسا ہے جسکے
قدس نے جہان کو پر کردیا ہے جسکے نور نے ابد کو گھیر لیا ہے جو کسی مشیر سے مشورہ
کرنے کے بغیر اپنے احکام جاری کرتا ہے جسکے حکم و قدرمین کوئی شریک نہین اور جسکی
تدبیر مین کبھی فرق نہین ہوتا۔ اوس نے اپنے مخلوقات مین سے ہر ایک شے کی صورت بلا
کسی نمونے اور مثال کے بنائی ہر شے کو بغیر کسی تکلف اور حیلے کے بلامدد غیری پیدا کیا
جس شے کو پیدا کرنا چاہا فوراً موجود ہوگئی اور جس چیز کے بنانے کا ارادہ کیا
فوراً ظہور پذیر ہوئی۔ اوس خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہین جو اپنے کام کو محکم

کرنیوالا اور اپنے صنائع اور بدائع کو بہتر کرنیوالا ہے - ایسا عادل ہے کہ ظلم نہین کرتا اور ایسا صاحب کرم ہے کہ تمام امور کی بازگشت اُسی کے جانب ہے - بیشک وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکی قدرت کے آگے ہر شے متواضع اور اُسکی ہیبت سے ہر شے خاضع ہے - بادشاہون کا مالک اور آسمانون کا خالق ہے - آفتاب و ماہتاب کا مسخر کرنے والا ہے - رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹا ہے یعنی کبھی رات بڑہا دیتا ہے دن گھٹا دیتا ہے کبھی دن بڑہا دیتا ہے اور رات گھٹا دیتا ہے رات دن کی اور دن رات کا جلد جلد طالب ہوتا ہے - وہ پروردگار ہر سرکش جبّار کو شکست دینے والا ہے اور ہر شیطان متمرد کو ہلاک کرنے والا ہے - نہ کوئی اُسکا ضد ہے نہ مثل نہ کوئی چیز اُس سے خارج ہوئی ہے نہ وہ کسی چیز سے خارج ہوا ہے - نہ کوئی اُسکا ہمتا ہے نہ ہمسر - وہ بے نیاز ہے معبود یکتا ہے پروردگار مجید ہے - اپنی مشیت کو جاری کرتا ہے - اپنے ارادے کے موافق حکم دیتا ہے - ہر چیز کو جانتا ہے فنا کرتا ہے - زندہ کرتا ہے - فقیر کر دیتا ہے - غنی کر دیتا ہے - ہنساتا ہے - رولاتا ہے منع کرتا ہے - اور عطا کرتا ہے - اُسی کے لیے ملک اور حمد ہے - اُسی کے دست قدرت مین نیکی ہے - وہ ہر چیز پر قادر ہے - رات کو دن مین اور دن کو رات مین داخل کرتا ہے - سوا اُسکے کوئی معبود نہین - وہ غالب ہے - کریم ہے - دعا کا قبول کرنیوالا

ہے اور عطا کا کامل کرنے والا۔ وہ انفاس کی تعداد جانتا ہے۔ جن اور انسان
کا پروردگار ہے اور اُسپر کوئی شے دشوار نہیں۔ نہ فریاد کرنے والون کی آواز اُسے
ملول کرتی ہے اور نہ سوال کرنیوالون کا اصرار اُسے تھکاتا ہے۔ نیکون کا بدی سے
بچانے والا ہے۔ نجات پانے والون کا توفیق دہندہ ہے اور تمام عالم کا کارساز
ہے۔ وہ ایسا پروردگار ہے کہ تمام خوشی رنج سختی اور آسانی کی حالتون مین اوسکو
اپنے مخلوق پر شکر و حمد کا حق حاصل ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ وجلالہ و
صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ

کمال معرفت الٰہی

حکیم روحانی عارف ربانی مطلوب کل طالب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام
اپنی ایک مناجات مین فرماتے ہین کہ

ما عبدتک خوفاً من نارک ولا طمعاً من لجنتک ولکن
وجدتک اھلاً للعبادۃ فعبدتک۔

اے میرے معبود تینے تیرے عذاب نار کے خوف سے تیری عبادت کی ہے نہ تیرے
جنت کی طمع مین۔ بلکہ درحقیقت تجھے پرستش کا سزاوار پاکر تیری عبادت کی (سبحان اللہ)

توحید

کسی نے جناب امیرؑ سے خدا کے عرش پر ہونے کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ

کان اللہ ولا مکان	وھو الآن کما کان

خدائے قدیم کی ذات موجود تھی جبکہ عرش وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ پس جس طرح اُسکی ذات جب تھی اوسی طرح اب بھی ہے۔

وسئل علیہ السلام عن التوحید والعدل فقال التوحید ان لا تتوھمہ والعدل ان لا تتھمہ۔ توحید یہ ہے کہ ذات باری تعالی مین توہم کو دخل نہ دی اور عدل یہ ہے کہ خدا کو فعل قبیح کے ساتھ متہم نہ کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ توحید تین باتون سے آتی ہے

ان اللہ تعالی لیس فی شئی ولا من شئی ولا علی شئی

نہ کسی شے ہی مین وہ ہے نہ کسی شے سے ہے

نہ کسی شے پہ ہے وہ جلوہ نمائے ہر شے

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

مسلم مانا ہے اس بات کو اشخاص دانائی	ہنرور ہی وہی جو آپ کو اک بے ہنر جانے !!!

جواب گرامی نامہ جناب میر اکبر حسین خان صاحب بہادر

(نمبر ۱)

گرامی برادر۔ مذہب کے متعلق آپکا پر زور اور پر اثر لکچر آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مین اس خطی رسالے کو بطور ایک گولڈن بک کے اپنے لائبریری مین رکھونگا۔

مجھے اعتراف ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا اپنے خیال کے موافق بہت ہی صحیح لکھا "اپنے خیال کے موافق" یہ جملہ مینے اپنے خیال کے موافق لکھا ہے جسے معاف فرمائیگا۔

آپ کو بخوبی یاد ہوگا کہ چند موقعون پر مینے آپکے خیالات سے اتفاق کیا ہے لفظ اتفاق سے یہ مقصود نہین کہ مین بھی اُن خیالات کا پابند ہو جاتا بلکہ غرض یہی تھی اور ہے کہ فی الحقیقت آپ کی طبعی ٹرین نہایت سبکرو اور وسیع السیر ہے اور جس آزاد پٹری پر وہ روان ہے وہ ایسٹ انڈین ریلوے لائن سے زیادہ مستحکم بنا دی گئی ہے۔ بخلاف اسکے ہماری مذہبی ٹرین جسپر ہم اور ہمارے ہم صفیر و شیر شیعہ سنی سوار

ہین عقائد کی تنگ پٹری والی لائن پر جارہی ہے۔

ہماری ریلوے کمپنی کے انجینرون مین وہ بلا کا تخالف ذہنی بلکہ نفسانی واقع ہوا ہے کہ مذہبی ٹرین کی لائن اودہ روہیلکھنڈ ریلوے لائن کی طرح کبھی مضبوط ہونے ہی نہین پاتی۔ اگرچہ اس کمپنی کا مین انجینر نہین بلکہ ایک ممبر ہون لیکن اپنے خیال کے موافق (اور بلا تشبیہ اپنی مذہبی ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے نزدیک) نہایت سچائی سے اپنے ممبری مین مستعد اور اپنے کمپنی کا بہی خواہ ہون۔ اور اسی کوشش مین رہتا ہون کہ ٹرین بحسن و خوبی منزل مقصود کو پہونچے (واللہ یھدی السبیل)

آپ کے نزدیک باوجود اختلاف راہ منزل مقصود دونون ٹرینون کی اسی عالم مین ہے اور ہمارے یقین مین منزل مقصود عاقبت کے امریکہ مین واقع ہوئی ہے وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملقوا ربھم و انھم الیہ راجعون۔

(نمبر ۲)

برادر صاحب عالی مناصب۔ کتاب الفاروق کی جلد جو مین آپ سے مستعار لایا تھا باین وجہ واپس کی گئی کہ مین نے اوسے تمام و کمال دیکھ لیا اور اوسکا ایک نسخہ کتب خانے کے لیے منگا لیا آپکا یہ خیال کہ ناپسند ہونے کے باعث سے مین نے کتاب پھیر دی بالکل غلط ہے مین نے آپ سے پہلے بھی اوس کتاب کی تعریف کی تھی اور اب بھی داد

دیتا ہون کہ فاضل مولف نے اوسکو بہت ہی قابلیت کے ساتھ لکھا ہے خلافت

نبوت تو دوسری چیز ہے اوسکا ذکر ہی کیا لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ خلافت سلطنت

کے اظہار محاسن مین مولف نے قلم توڑ دیے ہین - سبحان اللہ

مہر نکاح کی مقدار

اگرچہ قانون شرع نے زر مہر نکاح کی تعداد کو قطعی طور پر محدود نہین کیا لیکن

اسکے ساتھ ہی یہ بھی حکم نہین دیا کہ مہر کی مقدار ایسی زاید مقرر کیجائے جسکا ادا کرنا

دشوار بلکہ محال ہو کیونکہ نفس شرع کا مقتضا کسی طرح اصلاح معاش کے

خلاف نہین ہو سکتا اور مہر ہی پر منحصر نہین بلکہ ہر بات مین خداوند عالم نے اپنے

بندون کو تکلیف مالایطاق سے معاف رکھا ہی - لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا -

انصاف سے دیکھیے تو قانون شرع مین مقدار مہر کا غیر محدود ہونا اس بات کی دلیل

ہے کہ مہر کی تعداد استطاعت سے زیادہ نہ ہونی چاہیے کیونکہ کم از کم یا زاید از زاید

جو مقدار محدود کر دی جاتی وہ ایک نہ ایک حیثیت سے عدالت اور حکمت کے خلاف

ہوتی - مثلاً اگر پانسو روپیہ کا مہر محدود کر دیا جاتا تو جسطرح ٹکے کی حیثیت والون کے لیے

یہ مقدار ناقابل برداشت ہوتی اسی طرح لاکھون کی حیثیت والون کے واسطے

کم اور نامناسب سمجھی جاتی - پس معلوم ہوا کہ جسطرح مالی حیثیتین محدود نہین ہین

اسی طرح مقدار مہر بھی غیر محدود ہوتا کہ ہر شخص یعنی گدا سے لیکر بادشاہ تک بلا جبر و اکراہ
اپنی اپنی حیثیتوں کے موافق کم و بیش تعداد مہر معین کرنے کا حق حاصل کر سکے اگر مقدار
غیر محدود سے مقدار کثیر مراد ہوتی تو خود شارع علیہ السلام کی بیبیوں اور بیٹیوں کے
مہر کی تعداد چار سو درہم پر مکتفی نہوتی بلکہ شارع سے زیادہ دوسرا شخص شرع کا مطلب
نہیں سمجھ سکتا لہذا ثابت ہوا کہ ہماری دلیل صحیح اور ہمارا مقصود نفس شرع کے
مطابق ہے۔

یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ مہر ایک معاہدہ ہے اور معاہدہ بھی شرعی لہذا اگر کسی ایسے شخص
کا نکاح ہو جسکی مجموعی حیثیت تین سو روپیہ کی مالیت سے زیادہ نہ ہو اور معاہدہ
مہر ایک لاکھ دینار سرخ قرار پائے تو معلوم ہوا کہ وہ معاہدہ محض جعلی تھا
اور نیت خالص اسکے ادا کرنے کی نہ تھی۔ حالانکہ قانون شرع کا ہرگز یہ منشا
نہیں ہے کہ کوئی معاہدہ فقط زبانی ہو عملی نہ ہو۔ بلکہ تحقیق کرو تو معلوم ہوگا
کہ عقد نکاح منعقد ہونے کے بعد دیگر مراسم سے پہلے ہی مہر معین کا ادا کرنا
بہتر اور مستحب ہے گو ایک مٹھی ستو ہی کیوں نہ ہو یہ نہیں کہ رسم کے طور پر لاکھ دو لاکھ روپیہ
کے مہر کا معاہدہ کر کے دل میں سمجھ لیا جائے کہ زبانی ہے سن لو دیتا کون ہے۔

بیشک تعداد مہر میں جو غلو ہوا اسکا قوی سبب یہ بھی ہے کہ دین مہر نکاح کے وقت

کا مطالبہ نہین سمجھا جاتا اگر وہی اصلی قاعدہ جیسا کہ ہمنے بیان کیا جاری رہتا تو یقیناً بازار جہالت کا بھاو نہ بگڑتا اور یہ دقتین زیادتی مہر کی وقوع پذیر نہ ہوتین کہ بلا لحاظ مصالح دینی و دنیوی محض رواج کی تحریک سے ایسا کثیر التعداد اور زاید از حیثیت مہر معین کیا جاے جو ادا نہ ہوسکے اور جسکے سبب سے گھر اور خاندان تباہ ہوجائین -

حرکت بالارادہ
(ظرافت کا پیرایہ)

(۱) حضرت سلامت

(۲) اخاہ بھائی صاحب مزاج شریف ؟

(۱) مزاج پھر پوچھئے گا پہلے یہ بتاے کہ آپنے اودہ پنچ مین میرا وہ مضمون بھی ملاحظہ فرمایا جسکی سرخی "فلسفیانہ اوہام" ہے

(۲) خوب روغ گویم بر روئ تو اسی کو کہتے ہین کہ میرے مضمون کو آپ اپنا مضمون بناتے ہین -

(۱) (ور سنئے صریح میرے نام کے حروف کہہ رہے ہین کہ مضمون میرا ہے دیکھئے احمد کا الف حسین کی ح یعنی (ا - ح)

(۲) ارے بھائی وہ اشرف کا الف اور حسین کی ح ہے تمکو جھوٹ بولتے ہوئے بھی شرم نہین آتی -

(۱) تو اچھا لیجئے مین فیصلہ کیے دیتا ہون سنئے جب حرکت بالارادہ ثابت ہی نہین ہے تو نہ وہ مضمون آپکا اور نہ یہ جھوٹ میرا بلکہ دونون فعل نیچر کے چلتے چھنتی ہوئی -

لطیفہ

روزی فقیر چند مہاجن گزر نمود
نزد فقیر صاحب دراک وہوشمند
درویش اسم لالہ بپرسید و گفت خوب
من یک فقیر بودم و جناب فقیر چند

نامہ بنام عشرت حسین سلمہ اللہ

میری آنکھون کے نور عشرت
میرے دل کے سرور عشرت
زندہ رہو خوش رہو پڑھو خوب
اقبال مین جاہ مین بڑھو خوب
ممدوح رہو صفات مین تم
مقبول ہو بات بات مین تم
رکھو خوف ایزد قوی کا
تا پھر نہو تمکو ڈر کسی کا
تاج برٹش کے ہو وفادار
اور قوم کے تم بنو مددگار
یورپ کی جو تمنے سیر کی ہے
داد شوق علوم دی ہے

ہمت میں تمہارے فرق نہیں ہے
جرأت پہ تمہارے آفرین ہے

خالق تمہیں بامراد لائے
اور سب سے ہنسی خوشی ملائے

خلعت بیرسٹری کا پاؤ
بی۔ اے ہو کر وطن کو آؤ

لندن سے علوم پڑھ کے نکلو
اقبال میں سب سے بڑھ کے نکلو

حاصل کرو خوب علم اخلاق
تہذیب میں تم ہو فخر آفاق

ہے مرد کی علم و فن سے زینت
دین و دنیا کی ہے یہ دولت

قصر راحت کا علم در ہے
مفتاح کنوز مال و زر ہے

ہے علم سے آدمی کی وقعت
اور علم کا حسن ہے دیانت

پیدا کرو راستی میں تم نام
خوشخوئی تمہارا وصف ہو عام

دل ایسا غنی رہے تمہارا
پاس آئے کبھی نہ حرص و پروا

حق بات تمہیں پسند آئے
باطل کی طرف نظر نہ جائے

خوبی میں ہر اک سے نامور ہو
سب ہوں جو ستارے تم قمر ہو

جس بزم میں تم زبان کشا ہو
ہر سمت سے شور مرحبا ہو

دلکش ہو تمہارا طرز گفتار
سمجھیں اسے لوگ پھولوں کا ہار

بامعنی ہو جتنی گفتگو ہو
اچھا ہے وہ پھول جس میں بو ہو

اعزاز بڑھاؤ خاندان کا
بڑھتی رہے زندگی و دولت
اللہ رہے تمھارا حامی

روشن کرو نام باپ دادن کا
محسود رہے تمھاری عزت
دشمن کو سدا ہو تلخکامی

عشرت منزل ہو تمسے آباد
اکبر رہین خوش مذاق ہو شاد

تعصب کسکو کہتے ہین

غیر مستحسن بات کی پیروی اور ناپسندیدہ فعل کی طرفداری مین نیک بات اور پسندیدہ فعل کو نہ ماننا اور نہ اختیار کرنا تعصب ہے - مذہبی پابندی اور قومی اتحاد کے جوش کا نام تعصب رکھنا صریحاً غلط فہمی ہے۔

لطیفہ

ایک دن صحبت احباب مین ذکر آیا کہ دوستانہ اور برادرانہ خطوط مین اپنے نام کی جگہہ اپنا خطاب یا لقب لکھنا نہایت اوچھی بات ہے بالخصوص نیازمند یا خاکسار کے ساتھ جسطرح نیازمند امیر الدولہ یا خاکسار محسن الملک - اس پر ہمارے برادر عالی منزلت خان بہادر مولوی سید اکبر حسین صاحب جج نے فرمایا "جی ہان یہ وہی بات ہے

کہ کوئی مجتہد صاحب اپنے دستخط یا نام کی جگہہ لکھیں "کمترین قبلۂ کعبہ

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

انواع مخلوقات کی تقسیم تین قسمون مین کی گئی ہے - جمادات - نباتات اور حیوانات انہین کو موالید ثلاثہ کہتے ہین - ہمارے بحث کا روے سخن اسوقت آخر الذکر یعنی حیوانات کی جانب ہے اور حیوانات کی فہرست مین تمام ذی روح شامل ہین - دو پانون سے چلنے والے ہون یا چار پانون سے - ہوا پر اوڑتے ہون یا زمین پر چلتے ہون -

حیوانات کی ہر جنس کو اللہ تعالی نے جسطرح اوسکی نوعیت اور ضرورت کے لحاظ سے اعضا اور جوارح دیے ہین اسی طرح نوعیت اور ضرورت کے اعتبار سے اوس کو احساس کا مادہ عطا کیا اور افعال ضروریہ کی قوت کرامت فرمائی - اس مین کچھ شک نہین کہ انواع حیوانات مین نوع انسان کو بزرگی ہے - لیکن جسطرح حیوان مطلق کو ضرورت سے زاید کوئی قوت اور قدرت نہین دی گئی اسی طرح حضرت انسان کو بھی اون کی ضرورت سے زیادہ نہ ادراک کا مادہ ملا نہ قوای بشریہ سے زیادہ انکو افعال کی طاقت عطا ہوئی نہ حیوان مطلق انسان کا کام کرسکتا ہو نہ انسان خدائی کا دعوی بلکہ غور سے دیکھو تو امور طبیعیہ مین جسطرح جانور انسانی قوتون سے محروم ہین اسی طرح

انسان بھی باوجود شرف وکمال نوعی کے جانوروں کے قواے طبیعیہ پر قدرت نہیں رکھتے۔ چیونٹی کی قوت شامہ کے مقابلے مین انسان کی قوت شامہ کچھ بھی نہین ہے کرگس کی قوت باصرہ کے آگے انسان کی قوت باصرہ بالکل پست ہے۔ پرندے ہوا مین اوڑتے ہین چھپکلی بے تکلف سیدھی دیوارون پر قائم رہتی اور چلتی پھرتی ہے۔ انسان ان باتون سے معذور ہے مختصر یہ کہ قدرت نے ہر نوع حیوانات مین محض اُسکی تکالیف ضروریہ کی استعداد کا مجموعہ پیدا کر دیا ہے اور اس سے نوع انسان بھی خارج نہین ہے پس جو معاملاتِ قدرت کہ انسان کے تعبد اور تمدن سے متعلق نہین ہین اُنکی معرفت اور علم کا ارادہ یا دعوی صحیح مان لینا بالکل ایسا ہی ہوگا جسطرح کسی حیوان مطلق سے جغرافیہ دانی کا دعوی یا ارادہ ممکنات سے تسلیم کر لیا جائے۔

بلاشک ایسے معاملات مین انسان کا خوض محض مہمل اور اُسکی راے اکثر غلط ہوگی اور ایسے مباحث مین کبھی کسی بدیہی نتیجے کا فائدہ سواے اسکے حاصل نہوگا کہ جسکی منطق زیادہ ہو اُسی کو بحث مین بہی زبانی کامیابی کا خلعت ملے۔ مثلاً وجود آسمان کی بحث سے اگر یہ نتیجہ نکلا کہ وہ محض حد نگاہ ہے تو کیا نتیجہ نکلا اور ہماری کسی دینی یا دنیوی معاملے مین اس سے کیا فائدہ پہونچا اور جب مفید نتیجہ نہ نکلا تو بحث کا فعل ہی عبث ہوا اور فعل عبث مقتضاے عقل و دانش کے خلاف ہے۔

فضول بکواس اور بے سود تقریرون کا شوق یا خبط بے فکرون کو مبارک ہو جو دین
و دنیا کے معاملات کو خیرباد کہکر اور حماقت کے کان پر نادانی کا کوپل پن رکھکر
فلکیات کی بحث طے کرنے چلے ہین - ذرا آنکہین کہول کر دیکھین کہ یونان کے
قدیم فلسفیون نے کیا کیا زمین و آسمان کے قلابے ملائے ان کے معتقدین نے ان کے
تحقیقات کے دفترون کو الہامی صحائف سے بھی کہین زیادہ معتبر تسلیم کیا ہزارہا
سال تک دنیا انکے نوشتون پر ایمان لاتی اور بالآخر تحقیقات جدیدہ کی بادِ تند نے
اوس دفتر پارینہ کو کالعہن المنفوش اڑا دیا جسکو قدیم فلسفی بسیط سمجھتے تہے اوسکو
تحقیق جدید کے محققین نے مرکب بتایا وہ چار ہی عنصر لیے پہرتے تہے یہان کچھ اوپر
ساٹھ دریافت کر لیے گئے - اب یکھنا ہے کہ جنہون نے اپنے سلف کی حماقتون کو
اس طرح ظاہر کیا آیندہ دس پانچ صدی کے بعد انکی تحقیقات کا کیا حشر
ہوتا ہے " ھلم جرًا "

الغرض جب ثابت ہو گیا کہ ایسے مباحث سے ہمارے تمدنی یا تمدنی امور کو کوئی فائدہ
نہین پہونچ سکتا تو لامحالہ یہ بھی مان لینا پڑا کہ ہمکو بلا ضرورت اسکے ادراک کا مادہ
بھی نہین دیا گیا -

جناب مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے اپنی کتاب رویائے صادقہ مین بہت ہی بجا لکھا ہے

کہ انسان کارخانۂ قدرت کے اسرار تو کیا جانے گا وہ اتنا تو جان سکا ہی نہین
کہ خود اسکی روح کیا چیز ہے اور اوسکو جسم سے کسطرح کا تعلق ہے یہ ہین معنے
وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے

خطاے اجتہادی

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

ملے مجھکو اک عالمِ ملک شام
کفِ دست کو اون کے بوسہ دیا
کہ اے واقف رازِ شرع متین
ہدایت کے سلطان جماعت کی شاہ
ہے ازبس کہ سر مین سمایا خیال
مذاہب ہین دنیا مین جتنے کہ عام
ہزارون مین ناحق پہ حق پر ہے ایک
اور اوس ایک دین مین بہی تصریح ہے
کہ فرقے تہتر ہین اسلام کے

کیا مین نے جھک کر ادب سے سلام
گزارش یہ پہر دست بستہ کیا
کشایندۂ باب اسرار دین
دراز آپ کا سایہ ہو یا الٰہ
مین کرتا ہون اکثر یہ دل سے سوال
مسلمان ہین اونمین از بہر نام
ہزارون مین بدتر تو بہتر ہے ایک
حدیث نبیؐ سے یہ تنقیح ہے
بہتر نہین اون مین سے کام کے

فقط فرقۂ واحدہ خوب ہے
سوا اوسکے جو ہے وہ مغضوب ہے

تو کیا درحقیقت یہی بات ہے
اگر ہے تو اندھیر کی بات ہے

کہ جمع اقل کو عطا ہو نعیم
جہنم مین جاوے سواد عظیم

سنا مولوی جی نے جب یہ کلام
لگے مجھسے کہنے کہ اے نیکنام

تمہارا گمان امر بیجا نہین
کسی کو برا کہنا اچھا نہین

سنو گوش دل سے توجہ کے ساتھ
مرے ہاتھ پر رکھو بیعت کا ہاتھ

حدیثون کے مضمون پہ جاؤ نہ تم
کہ ہو عقل وادراک کی راہ گم

نہ اسلام کا کوئی فرقہ ہے بد
نہ اغیار کا کوئی مذہب ہے رد

مسلمان ہون یا کہ ہون وہ ہنود
مسیحی ہون یا گبر ہون یا یہود

یہ سب جنتی ہین ذرا شک نہین
مجھے آتی بے سود بک بک نہین

دلیل اسپہ چاہو تو حاضر ہے لو
جو ہو واجبی تو پذیرا کرو

کوئی فرقہ دنیا مین ایسا نہین
جو عقبی کا خواہان وجویا نہین

ہر اک چاہتا ہے کہ جنت ملے
پس مردن آرام وراحت ملے

کسی کی یہ نیت نہین زینہار
کہ ہو آخرت مین ذلیل اور خوار

جمیع اہل مذہب کا مقصد ہی ایک
ہین سب چاہتے دین و دنیا ہو نیک

تو پھر باک کیا گر ہون ناحق پہ بھی
کہ اسمین خطا ہے فقط رائے کی

مسلمان ہون یا ہون اہل کتاب
خطا اونکی ہے عین وجہ صواب

فضول اونکو لوگون نے ملزم کیا
تعصب سے مردود و مرتد کہا

عبث کفر کی اون پہ لادی خطا
کہ دراصل ہے اجتہادی خطا

خوشخوئی

جو چاہے کہ رنگ اپنا زمانے مین جمالے
خوشخوئی کی عادت وہ ہر اک بات مین ڈالے

بدخو کا نہین بنتا ہے دنیا مین کوئی دوست
خوشخو ہو تو دشمن کو بھی وہ دوست بنالے

قرض

چون بجو اہی زغم شوی مامون
ہمہمک باش در ادای دیون

نقطۂ بیش نکتہ این دارد
کہ بدان قرض را ز فرض فزون

لطائف وظرائف

مجھے عشق و محبت کا جو یارا ہو نہین سکتا
کبھی اسمین اے ظالم اجارا ہو نہین سکتا

میرے دل کو تعشق کیون ہو تیری مار گیسو سے
مرا سینہ سپیرے کا پٹارا ہو نہین سکتا

حلاوت مین مثال شیر میٹھا ہو نہین سکتا
مقابل عاج کے ساکھو کا لٹھا ہو نہین سکتا

بنے کوا خرام کبک کا حاسد ۔ نہیں ممکن | کرے رشک ہما الّو کا پٹھا ۔ ہو نہیں سکتا

مربا کرنے سے حنظل شریفہ ہو نہیں سکتا | بہت کہلائے کوفی بو حنیفہ ہو نہیں سکتا
جو سافل ہے بنانے سے نہیں بنتا ہے وہ عالی | کسی کے کہنے سے نائی خلیفہ ہو نہیں سکتا

شاعری

اگرچہ شعر کا اطلاق کلام منظوم ہی پر کیا جاتا ہے لیکن شاعرانہ نگاہ سے دیکھئے تو واضح ہوگا کہ نظم گوئی سے شاعری کا مذاق بالا تر ہے ۔ نظم کو اگر ایک پھول فرض کر لیا جائے تو شاعری کو اوسکے رنگ و بو کا قائم مقام تسلیم کرنا پڑیگا نظم کا قالب قومی ہو یا اخلاقی ۔ عاشقانہ ہو یا رندانہ بیجان محض ہے جب تک اوس میں شاعری کی روح نہ پھونکی جائے ۔

شاعرانہ خیالات کا تصرف نظم ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ نثر کو بھی قریب قریب اوس سے وہی فیض حاصل ہوتا ہے جو نظم کو سچ پوچھئے تو جن طبیعتوں کو مبدء اُفیاض سے شاعرانہ ذوق عطا ہوا ہے اون کی ہر بات اور ہر خیال میں شاعری کی جھلک ہوتی ہے ۔
ایک زمانے میں خطاب بھی شاعرانہ رعایت سے تجویز کیے جاتے تھے شلاً افسر خزانہ کو مفتاح الدولہ یا کنز الدولہ داگر شاعرانہ رعایت سے قطع نظر کیجاتی تو نقارہ نواز جنگ یا تاشہ نواز جنگ کے لقب سے ملقب کرنا ہی ممکن تہا)

ہین اسبات کا ضرور معترف ہون کہ شاعری کے جذبات بہ نسبت نثر کی نظم کو زیادہ تر مستفیض کرتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ کلام منظوم گویا شاعری کا محل خاص قرار پایا ہے۔

ایشیا کی شاعری ہو یا کہین کی فی نفسہ سب کا منشا اور مقصود متحد ہے طبائع اور عادات کے اختلافات سے نہ ایشیا کا شاعر یورپ کی شاعری پر معترض ہو سکتا ہے نہ یورپ کا شاعر ایشیا کی شاعری پر۔

کہین کا شاعر نہ زلفِ محبوب کو افعی سے تشبیہ دینے پر قہقہہ لگا سکتا ہے نہ کتے کی دُم سے تشبیہ دینے پر۔

یہ ممکن نہین کہ جو تشبیہ اور استعارات ایشیا مین اپنے جذبات کو موثر بنائین وہی یورپ مین بھی با اثر مانے جائین۔

اسکی کچھہ ضرورت نہین کہ جس شے یا کیفیت کو ایک عربی شاعر اپنے مذاق طبیعت کے موافق مستحسن محسوس کرے اوسکو ایک ہندی شاعر بھی ویسا ہی سمجھے۔

ہندوالے چشم سیاہ کے شیدائی ہین اور یورپ والے چشم ازرق کے یونان مین عقلمندون کو اُلو سے تشبیہ دیتے ہین اور ہمارے ملک مین بیوقوفونکو

بعض حضرات کو یہ شکایت ہے کہ ایشیائی شاعری مین تصنع اور تکلف ہوتا ہے۔ بیشک بیجا تصنع (جسکا الزام شاعری پر نہین بلکہ بعض شاعرون پر ہو سکتا ہے) ضرور قابل شکایت ہے

لیکن نفس تصنع کی شکایت کسی طرح قابل قبول نہین ہوسکتی - کیونکہ دراصل اوسی کا نام توشاعری ہے - اگر الفاظ اور معانی مین حسن صنعت ہی کا جلوہ نہین ہے تو سچے سے سچا مضمون بہی کوئی لطف شاعری پیدا نہین کرسکتا -

چشمان تو زیر ابروان اند
دندان تو جملہ در دہان اند

مین اگر کوئی بات ہے تو اونہین کو محسوس ہوتی ہوگی جو ان دونون مصرعون کے موزون ہونے سے پہلے یہ نہ جانتے رہے ہون کہ اون کی آنکھین اونکی ابرؤن کے نیچے ہین اور اون کے دانت اون کے منہ مین ہین -

کسی کا یہ قول بہت ہی صحیح ہے کہ " از سخن گوئی سخن فہمی زیادہ مشکل است " - اور اس اعتبار سے یہ شکایت البتہ بجا ہے کہ جون جون ہماری شعر فہمی ہٹتی جاتی ہے ہماری شاعری بہی مفقود ہوتی جاتی ہے - - بلکہ شاعری کو کون کہے زبان ہی کی کشتی تباہی مین پڑی ہوئی ہے - لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس موجودہ حالت مین بہی ایشیائی شاعری کی دنیا زندہ دلون سے خالی نہین ہے - ہمارے خان بہادر سید اکبر حسین صاحب (جج) رئیس الہ آباد کا کلام جن سخن فہم اصحاب نے سنا ہوگا وہ سمجھ سکتے ہین کہ اردو شاعری کیا چیز ہے اور اوسکی وقعت اب بہی کسقدر ہوسکتی ہے -

پردہ نسوان

دل می رود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

گزشتہ مئی کے "علیگڈھ منتھلی" مین جناب سید نذیر حسین صاحب بی۔ اے کا جو مضمون پردہ کے عنوان سے شایع ہوا ہے اوسکے دیکھنے کا شرف مجھے بھی حاصل ہوا۔ فضیلت مآب سید صاحب کی اعلیٰ قابلیت مضمون نگاری مین کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے لیکن چونکہ یہ مضمون محض لٹریری نہین بلکہ ایک اہم مقصد پر لکھا گیا ہے اور بحث کا روئے سخن تمام قوم اسلام کی جانب ہے لہذا قوم کی ہر فرد کو اسکی نسبت آزادانہ رائے ظاہر کرنیکا حق حاصل ہے اور اگر مجھ ایسا کمترین قوم بھی کچھ عرض کرنے کی جرات کرے تو غالباً نامناسب ہوگا۔

مجھے امید ہے کہ عالی خیال سید صاحب میری اس مبادرت کو معاف فرمائینگے اور بحث کی حمایت کا جوش اون کو جامے سے باہر نہ ہونے دیگا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ پردے کی بحث نے کچھ عرصے سے اس ملک کے مسلمانون مین ایک غیر معمولی بےچینی اور بددلی پھیلا رکھی ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ اسبات کا اندیشہ ہے کہ اگر سلسلہ بحث منقطع نہ ہوا تو ہماری قوم مین اعلیٰ تعلیم کی جانب سے بھی بدظنی اور بےاعتباری پیدا ہو جائے گی۔

ہمارے تعلیم یافتہ دوست یا تو ایسی معجز نما کوشش کرین کہ اسلامی تہذیب کا خون ہی قوم کی رگون سے نکل جائے اور قومی طرز معاشرت کا فارم ہی یک لخت بدل جائے اور یا اب اس قسم کے مباحث سے درگزر فرما کر اسلام اور اہل اسلام پر احسان فرمائین ترقی قوم کو وسائل وسائل بہت ہین ایک پردے کی بحث نہ سہی ۔ عروج قوم کے کارنامے بکثرت ہین ایک شاہی زمانے کی چھلکے داری کا ذکر نہ سہی ۔

گو انصاف پسند دوستون سے امید ہے کہ میری مودبانہ التجا پر ضرور توجہ فرمائین گے لیکن اگر بدقسمتی سے ایسا ممکن نہ ہو تو بالآخر مین یہ خیر خواہانہ صلاح دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خود مخالفین پردہ "یقولون ما لا یفعلون" کی چاردیواری سے باہر نکلین اور بجائے زبانی جمع خرچ کے عملی کارروائی اختیار کرین اس سے اور نہین تو یہ فائدہ ضرور رہیگا کہ لوگون مین بجائے وحشت کے دلچسپی پیدا ہو جائیگی اور کچھ عجب نہین کہ اوس دلچسپی کی بدولت نیتون مین بھی تبدیلی واقع ہو جائے ۔

لائق مضمون نگار کا یہ فرمانا کہ " اندنون پردے کے کئی مفہوم ہین " قابل تسلیم نہین ہے البتہ اگر وہ یہ فرماتے کہ " اندنون ہم اور ہمارے ہم خیال پردے کے کئی مفہوم سمجھتے ہین " تو خیر ایک بات بھی تھی یون تو پردے کے بیسیون مفہوم ہو سکتے ہین ۔ آنکھہ کا پردہ ۔ کان کا پردہ ۔ غفلت کا پردہ ۔ ستار کا پردہ تھیٹر کا پردہ وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن " پردہ نسوان " کا مفہوم دراصل وہی ایک ہے جو عورتون کو

چشم نامحرم اور مخالطت اغیار سے مستور و محفوظ رکھے اور جسکو ہمارے مضمون نگار صاحب نے
چار دیواری وغیرہ کا پردہ لکھا ہی چار دیواری سے چارون طرف دیوار کا حصار ہونا
ضروری نہین ہے بلکہ جو ذرایع دیوارون کی غرض و غایت کو پورا کر سکین وہی
چار دیواری ہین اور جن وسائل سے عورتون پر مستورات یا پردہ نشین کا
لقب صادق آسکے وہی چار دیواری ہین۔
حالت سفر مین پالکی اور اوسکا پردہ چار دیواری کا قائم مقام ہی اور یہ بھی ممکن ہو تو بشرط
ضرورت برقع کا پردہ بھی معذوری کی چار دیواری ہے۔ شرم و حیا کو پردہ نسوان کا
مفہوم قرار دینا فاضل مضمون نگار سے بہت مستبعد ہے کیونکہ شرم و حیا کی خصوصیت
عورتون ہی کے لیے نہین ہے بلکہ یہ صفت مردون مین بھی ہونی چاہیئے۔ کسی مرد فہیم
کو اگر بے شرم و بے حیا کا خطاب دیا جاے تو یقیناً اوسکو ناگوار ہوگا اور نہ ہو تو یہ اوسکی
حمیت ہے اگر شرم و حیا کو پردے کا مفہوم قرار دیا جاے تو لازم ہوگا کہ عورتین فقط نامحرمون
مین شرم و حیا سے پیش آیا کرین اور محرمون سے بے شرمی اور بیحیائی کا برتاؤ رکھین۔
اگر شرم و حیا کو پردے کا مفہوم قرار دیا جاے تو فراغ حوائج ضروریہ کے لیے مکان مقید
کی ضرورت ہی نہ سمجھی جائیگی اور ممکن ہوگا کہ تمام مرد و زن محض شرم و حیا کی آڑ مین
سر بازار اپنی حاجتین رفع کیا کرین۔

مین نے بارہا خیال کیا کہ جب حسب ضرورت یا حسب درجات معاشرت تمام پردہ نشین
عورتین محفوظ طریقون کے ساتھہ سفر و حضر کے ہر کام کو انجام دیسکتی ہین تو پہر کس غرض
سے پردے کی مخالفت کی جاتی ہے اور کیون اصرار ہو رہا ہے کہ خواہ مخواہ عورتون کو بے پردہ
کرو لیکن اب معلوم ہوا کہ ہماری تعلیم یافتہ دوست زن و مرد کو فطرۃً برابر قیاس کر کے اونکے
حقوق معاشرت کو مساوی قرار دینا چاہتے ہین اور اونکی غرض یہ ہے کہ جس طرح مردون کو آزادی
حاصل ہے اُسی طرح کی مطلقاً آزادی عورتون کو بہی ہونی چاہیئے چنانچہ فرماتے ہین کہ مرد
تو بلا تکلف چل پہر کر مشاہدے اور تبادلہ خیالات کے فائدے اوٹہائے یار دوستون کے
صحبت کا لطف اوٹہائے اور عورتین اور تو کیا اپنی سہیلیون سے بہی جب چاہین بلا تکلف ملاقات
نہ کر سکین ۔ مرد تو سیرین کر کے ہوا کہا کر اپنی صحت قائم رکھے اور عورت کو گہر مین پڑے
پڑے پہپوندی لگے ۔

فی الواقع آزادی کے یہی مزے ہین کہ مثل مردون کے عورتین بہی سیرین کرین ہوا کہائین
یار دوستون کے صحبتون کا لطف اوٹہاتی پہرین ۔ نہ پہپوندی لگے نہ زنگ ۔ البتہ اس
جملے کا مطلب مین نہ سمجہا کہ عورتین اور تو کیا اپنی سہیلیون سے بہی جب چاہین بلا تکلف
ملاقات نہ کر سکین سہیلیان تو ہر وقت پاس ہی رہتی ہین پہر جب چاہین ملاقات نہ کر سکین ''
کے کیا معنی ہان اگر ملاقات کا کوئی دوسرا مفہوم ہو تو وہ اور بات ہے ۔ بہر حال ہمارے

بلند ہمت دوستون کو یہ ساری ترقیان مبارک ہون - البتہ ہم ایسے مسلمان اس قسم کی ترقیون کو دو وجہون سے حاصل نہین کرسکتے -

اول یہ کہ ہماری انسانی تہذیب ان مدارج کے طے کرنے سے قاصر ہے دوسرے اگر ہم یہ سمجھتے کہ ہمارے دوستون نے قانون فطرت کو پیش نظر رکھکر زن و مرد مین مساوات کا فیصلہ کیا ہے تو ہم بہی اس تجویز کی تقلید مین حتی الامکان کوشش کرتے لیکن ہم دیکھتے ہین کہ خود نیچر ہی نے زن و مرد کے حقوق معاشرت کو بدرجہ مساوی قرار نہین دیا ورنہ کیا وجہ ہے کہ ازدواجی علت غائی کا قدرتی قانون ایک ہی سکیشن کی رو سے مردون کو تو فقط حصول حظ النفس کا طریقہ تعلیم کرے اور عورتون کو حکم دے کہ نو دس مہینے تک حمل کی تکلیفین سہین وضع حمل کی مصیبتین برداشت کرین اور ڈہائی برس یا اس سے کم و بیش اپنا خونِ جگر پی پی کر بچون کو دودہ پلائین

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

عورت و مرد کا نوع انسان کی دو مختلف جنس ہونا خود اونکے جوارح اونکی شکل و صورت اور اون کے عادات مختلفہ سے ظاہر ہے اور انہین اختلافات جنسیہ کا اقتضا ہے کہ اونکی طرز معاشرت مین بہی فرق امتیازی قائم رہے - عورتون کا لباس اور ہو مردون کا اور - زنانہ آرایش کے انداز اور ہون مردانہ وجاہت کے طرز اور - عورتون کے اٹیکیٹ اور ہون

مردونکے اور۔ عورتین زیور پہنین مرد نہ پہنین۔ مرد کرکٹ پولو کھیلین عورتین نہ کھیلین مرد جنگ وپیکار کی کام انجام دین عورتین اس سے معاف رکھی جائین۔ مین خیال کرتا ہون کہ مخالفین پردہ نسوان قومی ترقی کی دہن مین تبدریج اپنے اختیارات آزادی کو زیادہ وسعت دینگے اور آگے چلکر اونکی منصفانہ ہمدردی اونھین ضرور اس بات پر مجبور کریگی۔ کہ مثل پردہ نسوان کے مسئلہ ستر عورت کیجانب بھی توجہ فرمائین کیونکہ محض رسم ورواج ہی کی بنیاد پر انسان کے جسمانی پرایوٹ پارٹس (اعضائے پنہانی) بھی پردے مین رکھے جاتے ہین۔ ورنہ فطرۃً سارے اعضا برابر ہین اور کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ ان مین مساوات کا درجہ قائم نہ رکھا جائے۔

ہمارے لائق دوست کا یہ خیال کہ اگر عام زن ومرد عقلمند اور تعلیم یافتہ ہون تو اونکا ملنا باعث لغزش نہین ہوسکتا بالکل ہی ایسا ہے جیسا کوئی خیال کرے کہ اگر عقلمند حالت مرض مین بد پرہیزی کرے تو کچہ ضرر نہین ہوسکتا۔ جبکہ تعلیم یافتہ ہونے سے نہ عناصر وقوی بدل جاتے ہین نہ فطرتی جذبات کا ازالہ ہوجاتا ہے تو فقط عقلمند مریض کی بد پرہیزی ہی مضر نہین سمجھی جاسکتی بلکہ شروع سے یہی نہین مانا جاسکتا کہ خود وہ ایسی بد پرہیزی کو بلا مضرت خیال کریگا اور مجرد عقلمند مرد وعورت کی مخالطت ہی مضرت رسان نہین خیال کی جاسکتی بلکہ سرے سے یہی نہین تسلیم کیا جاسکتا کہ خود وہ اس قسم کی مخالطت کو بے ضرر سمجھینگے۔

حامیان چاردیواری کا یہ خیال کہ ”عام عورت ومرد کا بے تکلف ملنا کسی طرح مناسب نہین“

بہت ہی دانشمندانہ ہے اور غالبًا بعد چندے مخالفین چار دیواری ہی ایسا ہی
خیال کرینگے جیسا حامیان چار دیواری اب خیال کرتے ہین ہان فرق اتنا ہوگا کہ

انچہ دانا کند کند نادان ؛ لیک بعد از خرابی بسیار

فیشن کی عینک سے کام نہین چلتا غور اور تحقیق کی عینک لگا کر مشاہدہ کیا جائے
تو معلوم ہوگا کہ ہماری قوم کے جن تعلیم یافتہ حضرات نے پردہ نسوان کو لغو سمجھا
اونہون نے اپنی غلط فہمی کے کیا نتیجے دیکھے۔
اگر اپنی قوم کی شرمناک سرگزشت کا بیان کرنا داخل عیب ہوتا تو مین بہت سی
زندہ مثالین اور سچی شہادتین اپنے قول کے تائید مین پیش کرسکتا تہا۔
ہمارے دوست ذرا چشم بصیرت سے دیکہین تو معلوم ہوگا کہ بعض ایسے بلاد مین جہان
ترقی تعلیم کا مینہہ برس رہا ہے مابہ البحث لغزش کو کسقدر ترقی ہو رہا وجودیکہ وہان کے
عام باشندے تعلیم یافتہ ہین مگر ایک پردے کے نہ ہونے سے ساری تعلیم یافتگی
اوس لغزش کے روکنے سے عاجز ہے۔
لائق مضمون نگار کا یہ ارشاد کہ "نقل سے استدلال کرنا اور الرجال قوامون
علی النساء للرجال علیهن درجة للذکر مثل حظ الانثیین
پیش کرنا ٹہیک نہین ہے" بیحد تاسف کا مضمون ہے

ہزار افسوس کہ جس قانون محکم نے تمام خیالی معقولات اور فلسفیانہ توہمات کو تار عنکبوت کی طرح توڑ ڈالا ہو اوسکو ہمارے دوست عام منقولات مین شمار کرین اور جس نسخہ کیمیا نے قوم اسلام کو "مس خام سے کندن بنا دیا ہو" اوسی کو مسلمان کہوٹا سمجھین

اگر اسلام ہمین است کہ ما یان داریم

وائے گر در پسِ امروز بود فردائے

فاضل مضمون نگار نے آیات مذکورہ کی دو تاویلین فرمائی ہین ایک یہ کہ "معلوم ہوتا ہی کہ قوت مین عورت کے کم ہونے سے جیسا ہر پرانی قوم یہ سمجھتی رہی ہے کہ مرد اس سے بہتر و اولی ہے عرب کا بھی خیال تہا کہ ہماری عورتین ہم سے کم درجہ ہین اور یہ خلاف مصلحت تہا کہ جو بات صرف تعلیم اور تربیت یافتہ لوگ سمجھ سکین وہ اون جاہلون کو جبراً سمجھائی جا کے لائق" مضمون نگار کی عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ "جاہل عرب کو اُن کے خیال کے برعکس یہ سمجھانا خلاف مصلحت سمجھا گیا تہا کہ اونکی عورتین اونسے کم درجہ نہین ہین بلکہ اونکی برابر ہین" لیکن کمال حیرت اور استعجاب کی بات ہے کہ جن بتون کو وہ جاہل اپنا معبود یقین کرتے تہے اونکی مذمت خلاف مصلحت نہ خیال کی گئی۔ بتون کی پرستش سے اون جاہلون کو روکنا خلاف مصلحت نہ جانا گیا۔ مے نوشی۔ قمار بازی۔ بدکاری۔ دختر کشی جن خصائل رذیلہ کے وہ جاہل بشدت عادی تھے اونکا انسداد خلاف مصلحت نہ سمجھا گیا اور جو بات

ان سب باتون کے مقابلے مین نہایت ادنی تہی (یعنی اپنی عورتون کو آپسے کم درجہ نہ سمجہو)
اوسی کا سمجہانا خلاف مصلحت سمجہا گیا۔ آیات متذکرہ بالا کی دوسری تاویل مضمون نگار
صاحب نے یون کی ہے کہ یہ "اقوال اوس زمانہ کی عورتون کی دماغی حالت پر مبنی ہین" پہر دوسری
جگہہ محض شرم و حیا کی فرضی پردے کو سب سے زیادہ ترقی یافتہ پردہ" تجویز کرکے ارشاد فرمایا ہے
کہ "اوس زمانہ مین معاشرت اسدرجہ کو نہین پہونچی تہی جو اوسکی بابت بہی کوئی حکم نافذ ہوتا"
واقعی یہ ایسا اجتہاد مافوق النبوۃ ہے جسنے بیشمار احکام قرآنیہ کو مختص الوقت اور مختص المقام
قرار دیکر ہر حکم کی ترمیم اور ہر مسئلہ کی کایا پلٹ کا آسان طریقہ بتا دیا اس اجتہاد کی روسے
مسئلہ شہادت اور مسئلہ وراثت کی ترمیم یون ہو سکتی ہے کہ ایک مرد کے برابر دو عورتون کی
شہادت کا مقبول ہونا اوسی زمانے کے لیے تہا جبکہ عورتین محض ناتربیت یافتہ تہین
تعلیم یافتہ عورتین اس حکم سے مستثنی ہین۔

اس اجتہاد کی روسے حکم دیا جا سکتا ہے کہ نماز روزے کے احکام اوسی زمانے
کے سرکش اعراب کو کمزور کرنے کے لیے تہے موجودہ شائستگی کی حالت مین اونپر
عمل کی حاجت نہین ہے۔

اس اجتہاد کی روسے کہا جا سکتا ہے کہ حرمت خمر کے احکام اوسی زمانے کی لغو اور مضر
شراب کے بارے مین تہے جنکے پینے سے انسان چلو مین الو ہو جاتا تہا اور بے اختیار

ہوکر مثل دیوانون کے ناچنے لگتا تہا موجودہ زمانے کی نایاب شرابون پروہ احکام نافذ نہین ہوسکتے جنکے پینے سے تندرستی مین ترقی ہوتی ہے عقل مین اضافہ ہوتا ہے اور جسکو پی کر کوئی ناچتا ہی ہے تو باقاعدہ میوزک کے اصول پر۔ اس اجتہاد کی روسے قطعی فیصلہ صادر ہوسکتا ہے کہ حد زنا کی احکام محض اوسی زمانے کے بدوی وحشیانہ زنا کے انسداد کو نفاذ پذیر ہوئے تہے - موجودہ زمانی کی مہذب عشقبازی پر وہ احکام ہرگز نافذ نہین ہوسکتے -

غرضکہ اس اجتہاد کی روسے شرایع اسلامیہ بہت آسانی کی ساتہہ درہم و برہم ہوسکتے مین چاہے اس سے اسلامی دنیا کے اعتبارات مطلقاً جاتے رہین - مذہبی غازم کا ایوان منہدم ہوجائے اور قومی عزت بے خانمان ہوکر دربدر ماری ماری پہرے -

اب مین ناظرین سے اس امر کی معافی کا خواستگار ہون کہ میری آشفتہ بیانی مین اونکا بیش قیمت وقت بہت ضائع ہوا اور آخر مین اسقدر پہر عرض کرنے کی جرأت کرتا ہون کہ مخالفین پردہ کو اپنی کوششون سے پہلے دو باتون پر لحاظ کر لینا ضروری ہے -

اول یہ کہ جس لغزش کے انسداد کو پردے کی ضرورت مانی گئی ہے اوسکو جب تک ہمارے دوست محض اخلاقی کمزوری کی معمولی غلطی نہین سمجھتے بلکہ اوسکو فی الواقع ایک شدید معصیت یقین کرتے ہین اوسوقت تک وہ کسی طرح پردے کی عظمت اور ضرورت سے انکار نہین کرسکتے

دوسرے یہ کہ ہر قوم کے طرز معاشرت کا فارم جدا ہے اور جس فارم مین ہم اور ہمارے دوست ہین اوس مین ایسا ریفارمیشن موزون نہین ہے۔ ہان اگر خدانخواستہ کسیوقت مین بدقسمتی سے قومی فارم ہی بدل جائے تو "نو من تیل ہونے پر رادہا بھی ناچ لیگی"

پردہ نسوان

نمبر ۲

نظر تعمق سے دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ جس آزادی سے بعض تعلیم یافتہ مسلمان پردہ نسوان کی مخالفت مین نکتہ چینیان کر رہے ہین۔ ہمکو جوابدہی کے لیے اوسکی عشر عشیر آزادی بھی حاصل نہین ہے۔ لیکن چونکہ پردے کا عملدرآمد مستحکم اصول پر مبنی ہے لہذا اوسکو آزادی کی طوفانی آندھی کا اثر نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ خود مخالفین پردہ بھی اپنے پروپوزل پر عمل کرتے ہوئے شرماتے ہین۔ ورنہ جب یہ بات مسلم ہے کہ کسی ریفارمیشن کی قبولیت تمام قوم مین دفعۃً واحدۃً نہین ہوسکتی تو کیا سبب ہے کہ ہمارے عنایت فرما آپ اپنے مفید منصوبون پر عملی کارروائی شروع نہین کرتے اور مخالف پارٹی سے اوسکی ابتدا کے امیدوار ہین۔ ہان اگر وہ اپنی عورتون کو پردے کے باہر نکالتے اور کوئی شخص سوا چشم ما روشن دل ما شاد کہنے کے اور کچھہ کرتا تو اونکا شمشیر برہنہ ہوکر لڑنا بیجا نہ تہا۔ یہ ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے دوستون کو انجام اندیشی سے کوئی بحث نہین بلکہ اون کی اولوالعزمی بعض ایک فیشن ایبل تقلید تک محدود ہے۔ لیکن جب کہ ہر ایک قوم کی معاشرت کا فارم جدا جدا ہے تو نہ ہم کسی

قوم کے طرز عمل پر معترض ہو سکتے ہین نہ اوس کی تقلید کو اپنے قومی فارم کے لیے مفید و موزون خیال کرتے ہین - کیونکہ در حقیقت ایسی رشک آمیز تقلید سے سوا ضرر کے نفع کی امید نہین ہو سکتی -

رشک گل مین شمع نے گل ہو کے کیا پایا فروغ
مُنہ ہوا گندہ رخ پر نور ظلمانی ہوا

اگر کوئی شخص ریلوے ٹرین کی رفتار پر رشک کر کے اپنے چھکڑے مین ریل کا پہیہ لگائے تو فقط بے جوڑ ہی نہو گا بلکہ مضر بھی ہو گا - کیونکہ جس چھکڑے مین ریل کا پہیہ لگا دیا جائے وہ نہ ریل کا کام دیسکتا ہے نہ چھکڑے کا -

مجھے کمال حیرت ہے کہ بعض حضرات پردے کو رسم و رواج پر محمول کر کے فرماتے ہین کہ رسم و رواج کی پابندی جہالت ہے - لیکن ذرا غور کرین کہ جس بے پردگی کے وہ شیدائی ہین اوس کی بنیاد رسم و رواج پر ہے یا اسلامی پردہ نسوان کی - آیا ہماری قوم اپنے زمانہ جاہلیت مین بھی پردے کی پابند تھی یا اسلام کے روحانی ریفارمنین نے اوس کو پردے کی تہذیب کا سبق پڑہایا - کیا یہ ظلم نہین ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ دوست رات کو دن اور دن کو رات کہین - رواج کو فلسفہ فلسفے کو رواج قرار دین - کیا بقول اڈیٹر البشیر - یہ امر

افسوس اور رونے کے لائق نہین ہے - کہ ایسے اشخاص مذہبی مسائل کی نسبت طبع آزمائیان کرین جو

مذہب سے بالکل ناواقف ہون آج ٹینسن کی نظم کے مطالب کے سمجھنے کے لیے
نہ لغت کافی ہو نہ شرح نہ اوستاد ہندوستانی بلکہ اوسکے لیے کسی انگریز اور بہت
قابل انگریز کی ضرورت ہو۔ لیکن کلام باری تعالیٰ ایسا بچون کا کھیل ہو کہ جو جس کے
جی مین آئے وہ اوس کے احکام پر طبع آزمائی کرے۔ اور کیا اعلیٰ تعلیم کا یہ اولٹا
اثر نہین ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی شرائع کو معترضانہ نگاہون سے دیکھین اور
مسٹر محمد اختر ایسے لائق بزرگ یہ فرمائین کہ "مرد کو اختیار ہی ایسے دئے گئے ہین
کہ جسوقت اوسکا جی چاہے خواہ طلاق کے ذریعہ سے یا مثنیٰ وثلاث ورباع کے
اباحت سے مستفید ہو کر عورت سے نجات حاصل کرے۔ لیکن اوس مظلومہ عورت
کے لیے کوئی سبیل خلاصی نہین بتلائی گئی جو ایسے مرد کے پلّے باندہ دیگئی ہو جسکے
ساتھہ زندگی بسر کرنے کو اوسکا دل نہ چاہتا ہو"
واقعی جب دن برے ہوتے ہین تو ادبار کے اثر سے نتیجہ تعلیم بہی معکوس ہو جاتا ہے اور یہ
مثل صادق آتی ہے کہ مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی۔ ایڈیٹر البشیر کا ہمدردی
سے بہرا ہوا یہ فقرہ قومی مرثیہ کا ایک بند ہے کہ افسوس آج ہماری قوم جہالت کے
گرداب اور مذلت کی دلدل مین پہنسی ہوئی ہے لیکن جانبر ہونے کی جو تدبیرین
اختیار کی جاتی ہین وہ باعث ہلاکت ہوتی ہین۔ وہ وہ اپچ کی باتین نکالی جاتی ہین

جو ڈوبتی قوم کے لیے زیادہ تر مضر بلکہ بہت سی خرابیون کا باعث ہوتی ہین کاش
اب بہی ہمارے برادران والاشان عقل سے کام لین۔ اور جو بات کرین اوسمین
عاقبت اندیشی کا لحاظ رکھین۔ وہ اعلی تعلیم کے دریا مین ضرور غوطے
فرمائین لیکن ایسا غوطہ نہ لگائین کہ غرق ہی ہوجائین۔ وہ رفتار زمانہ
کے ساتھ ترقی کے میدان مین ضرور قدم اوٹھائین مگر بدحواس ہوکر ایسا تیز
نہ دوڑین کہ ٹھوکر کہائین۔ وہ دینوی ترقی مین کسی قوم سے پیچھے نہ رہین لیکن اپنے
قافلے کا ساتھہ بہی نہ چھوڑین اور یہ نہ ثابت کرین کہ مسلمان مسلمان رہ کر ترقی ہی
نہین کر سکتے۔

جواب تحریر جناب مولوی بشیر احمد صاحب متوطن چہراون مرادآباد

بسم اللہ خیر الاسماء

عمدۃ النبلاء العظام زبدۃ الکملاء الفخام الحبیب اللبیب الادیب لاریب۔ المحقق الاجل الامجد
العلامۃ الشیخ بشیر احمد لازالت شموس معالیکم بازغۃ ولابرحت طوالع ایاکم ولیالیکم لامعۃ۔

علیک منی سلام لا یماثلہ | زہر الریاض اذا فاحت روایحہ

سلامے کہ از راہِ صدق و صفاست | سلامے کہ از شوق بے انتہاست

سلامی کہ نوری ست از مہر دل | سلامی کہ نوری زباغ وفا ست

نمیقہ محبت آگین ہمچو خورشید مبین پر تو ور وو آوردہ دیدہ ہائے منتظر را روشن گردانید۔

تکرار استفسار درباب مضمون سرجلیل بحیرتم انداخت و متعجبم ساخت چرا کہ "حفظت شیئاً و غابت عنك اشیاء"۔ چون طبع مخاطب گرامی کلیۃً بہ حسنِ ظن مائل است چندان کہ بیش از بیش عرض خواہم نمود مقبول نخواہد شد اکنون نمی دانم کہ کدام طریقِ تشفی خاطر عاطر اختیار کنم۔

العجب کل العجب کہ چون اصل منشائے تصنیف رسالہ سرجلیل و علت غائی تدوین آن مقصد جمیل تردید عقائد مفضلہ ہست این خبر سگالی ملازمان عالی کہ خود حضرت مصنفِ ذی المعالی "دعوی ازہد الناس بودن حضرت مرتضوی علی روس الاشہاد می فرمایند" چگونہ مسلم باشد از ملاحظ مضمونِ معلوم درباد ی النظر ظاہر و باہر می شود کہ "ازہد الناس بودن حضرت مرتضویٰ" قولِ مردود قائلین تفضیل علی ست نہ قولِ مقبول مصنف ولی ابن ولی۔

وھھنا اشرعہ مکردا و اشرحہ مفصلا امتثالا لامرک المستحب لا ن الامر فوق الادب

بسم اللہ الرحمن الرحیم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی در رسالہ سر جلیل می فرمایند کہ واز انجملہ (فضائل) است زہد۔ گویند (مفضلہ) ازہد الناس علی بود رضی اللہ عنہ۔ گوئیم (بتردید قول مفضلہ) زہد نام بے رغبتی است در لذ دنیا و در اولاد و اتباع و ازواج و حشم و خدم (وہر کہ دران رغبتی دارد او زاہد نباشد) بالیقین معلوم است کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ چون اسلام آورد مال بسیار داشت و آن ہمہ را للہ و فی مرضاۃ اللہ و رسولہ صرف کرد و جماعہ را از ضعفائے مسلمین خرید و آزاد فرمود تا آنکہ ہیچ درم از مال او باقی نماند و ازین جہان گزشت و ہیچ مزرعہ و عقارے برائے خود نہ خرید و برائے اولاد خود نگزاشت و از بیت المال نگرفت الا بقدر قوت و باز از حصہ خود کہ بغنائیم میرسید در بیت المال صرف میکرد و شان زہد ہمین است) بخلاف مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کہ ضیاع و عقار بسیار گرفت و مزارع و باغات احداث فرمود و این منافی شان زہد است) و بر حال ابوبکر است حال (زہد) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) چنانچہ جمیع صحابہ آنوقت بر زاہد بودن او (فاروق رضی اللہ عنہ) گواہی دادند۔

امام مرتضیٰ علی چون فوت شد چہار زن گزاشت و نوزدہ سریہ۔ و خادمان و غلامان

اس مضمون میں جو فقرے بریکٹ کے اندر ہیں وہ میرے ہیں اور بطور شرح لکھے گئے باقی کل عبارت سر جلیل کی ہے (احمد حسین)

بسیار - و قریب سی کس از اولاد و برائے ایشان از ضیاع و عقار بقدریکہ
بسبب آن اغنیا بودند گزاشتہ رفت - و قصبۂ ینبع کہ ہزار وثق ثمر ازان
می آمد سوائے غلہ و زراعت نیز متروکہ اوست (و این ہمہ منافی صفات زہد است)
بخلاف عمر رضی اللہ عنہ (کہ جمیع صحابہ آنجناب را بالیقین زاہد می دانستند) ونیز
زہد حقیقی آنست کہ نہ خود بہ لذت دنیا پردازد و نہ اقارب و اولاد خود را بدان
متمتع بسازد و حال (زہد حقیقی) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہمین است کہ مثل
طلحہ بن عبید اللہ برادر زادہ وا است و مثل عبد الرحمن بن ابی بکر پسرے
(نہ مثل محمد بن ابی بکر) و مثل عائشہ رض دختری (لاکن بمصداق زہد حقیقی)
یکے را ازینہا عامل نفرمود و ہمچنین (حال زہد) عمر (رضی اللہ عنہ بود کہ) ہیچکس
را از بنی عدی عامل نمیفرمود مگر نعمان بن عدی را کہ بر میسان عامل فرمودہ و بزودی
عزل نمود حالانکہ از آنہا مثل سعد بن زید و ابو جہم بن حذیفہ و خارجہ بن خزاعہ
و عمر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عمر بودہ اند و مرتضی علی رضی اللہ عنہ (بخلاف
این اوصاف) عبد اللہ بن عباس را عامل بصرہ فرمودند و عبید اللہ بن عباس را
بر یمن و قثم بن عباس را بر مکہ و سعد بن عباس را بر مدینہ و جعدہ بن ہبیرہ را کہ ہمشیرزادہ
اش بود و محمد بن ابی بکر را کہ ربیبش بود بر مصر و حضرت امام حسن را رضی اللہ عنہ

بعد از خود خلیفہ ساخت (وحالانکہ این ہمہ منافی صفات زہد حقیقی می باشد) انتہی
آرے اگر مصنف علام در ذکر ہر فضیلت مجرد بترجیح و تفضیل شیخین وا و تصنیف وا و سے
سنت بدیدہ انصاف نہادے مثلاً چون شیخین رضی اللہ عنہما را شمس و قمر ثابت
فرمودے ۔ علی را نیز از نجم نسبت نمودی ۔ لاکن واأسفاہ کہ بلاغت مصنف عالی خیال
بہمین قدر مناسب اکتفانہ کرد و در فضیلت زہد و مثل آن نصیبے اقل ہم بحضرت علے
مرعی نداشت بلکہ دنیاے مآثر مرتضویہ را قاطبۃ تیرہ و تار گذاشت ۔ پس بزبان
انصاف بیان ارشاد شود کہ اگر مقصود این چنین انہماک بلیغ عدم اثبات فضیلت
نیست باز چیست ۔

ومخفی مباد کہ جناب ایشان رحمۃ اللہ علیہ ہمبرین نہج بذکر فضیلت تقوی واتباع شریعت داد
تشدد دادہ اند چنانچہ در ہمین عجالہ نافعہ می فرمایند ۔

واز انجملہ است تقوی واتباع شریعت ۔ و بالیقین معلوم است
کہ ابوبکر رضی ہیچ گاہ مخالف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ نگفتہ چنانچہ
در صلح حدیبیہ واخذ فدا ء بدر آن معلوم است وارادہ او
گاہے مخالف ارادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ و در
امتثال او امر او گاہے تہاون نکردہ ۔ و نیز از حال علی مرتضیٰ

معلوم است کہ در خطبہ بنت ابی جہل و در تقیید نماز
تہجد مورد عتاب گردید۔ الخ

ہمانا کہ ملازمان گرامی بعض مقامات و مقالات ازالۃ الخفا و قرۃ العینین مصنفات
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (کہ شطرے ازان فاضل بدایونی در رسالہ رد وہابیہ ایراد
فرمودہ) بنظر امعان ملاحظہ نفرمودہ اند ورنہ دل انصاف منزل را از حصول جبر و
سکون خرخشہ عارض نمی شد۔ ولکن کیف تصبر علی مالم تحط بہ خبرا
ہرچند کہ بوجہ بے لطفی طبیعت اضمحلال کمال لاحق حال است اِلاّ مناسب میدانم
کہ نبذی از انہا در ینجا نقل کنم۔

در قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین می فرمایند۔

بایددانست کہ فی الحقیقت کثرۃ انتفاع در اسلام
بشیخین واقع شدہ است زیرا کہ جمع قرآن و حمل
ناس بر روایت حدیث و تنقیح مسائل شرعیہ و فتح
عرب و عجم بردست شیخین واقع شدہ و اکثر اہل اسلام
مالکیان و حنفیان و شافعیان اند و اصل مذاہب
ایشان معتمد است بر مسائل اجماعیہ فاروقی۔ بجز در مسائلے

چند بر آثار مرتضی اعتماد ندارند - و بر دست مرتضی
فتح اسلام واقع نشد و در ہیچ فنے از فنون شرع اعتماد
کلی بر آثار مرتضی بظہور نیامد و بر دست ایشان خلافت
منتظم نگشت پس انتفاع امت بشیخین اعظم است از انتفاع
ایشان بمرتضی - بلکہ مقرر است کہ بکثرت اتباع ثواب
بمتبوع میرسد و اتباع شیخین اہل سنت اند کہ غالب
وفاش در بلدان اسلام ایشانند و از ذریت حضرت
مرتضی سہ فرقہ ضالہ برآمدند کہ ہیچ تقصیر نکردند در
برہم زدن دین محمدی - اگر حفظ او تعالیٰ شامل حال
این امت نبود انتہی بلفظہ

و نیز در ازالۃ الخفا چنین داد افادہ می دہند

وحالانکہ در عنایت اولیٰ مقرر بود کہ ہیچ گاہ حضرت
مرتضیٰ و اولاد او تا قیامت منصور نشوند و ہیچ گاہ خلافت

عہ بلکہ ذریت پیغمبر خدا - چرا کہ ذریت علی عین ذریت نبی است کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابی طالب داخرجہ الطبرانی وغیرہ)

ایشان علی وجہا صورت نگیرد بلکہ از میان

ایشان ہرکہ دعوت بخود کند و سر بقتال آرد

مخذول بلکہ مقتول گردد۔ خدائے تعالیٰ میفرماید۔

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین

انہم لہم المنصورون وان جندنا

لہم الغالبون۔ وللخلفاء الذین ہم

خلفاء الانبیاء حقًا اسوۃ المرسلین

فہم المنصورون وہم الغالبون۔ انتہی

فانظر ایہا الفاضل الفہیم الی معنی المقصد الذمیم ولا حول

ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

گر ہمین طرز ادب ہست کہ واعظ وارد   وائے گر از پس این روز بود فردائے

حالا ممکن است کہ جناب سامی بنور حسن اعتقاد کہ شیوۂ کریمان پاک نہاد است

بفرمایند کہ چون این حضرات بابرکات اکثر جاہا بمناقب جلیلۂ مرتضویہ داد انصاف

دادہ اند اگر جائے چند ہمین وجہ این چنین فرمودند باکے ندارد۔ لاکن

اندرین صورت بندہ راقم ہم مستوجب الزام و مستحق ملام نخواہد شد چرا کہ اگر

در اکثر جاہا چنان کلمات رکیک وسخیفہ درشان خلیفہ رسول مذموم ومعیوب باشد
در جائے چنین کلمہ تعرض معقول بحضرات علماے فحول نیز مضائقہ ومعصیتے ندارد - بہر حال

یغفر اللہ لنا ولھم ولسائر المسلمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العلمین -

الراقم الآثم احمد حسین غفر اللہ لہ ولوالدیہ

حسن وقبح اشیا

	کی شرافت داشتی براین وآن		آدمی را گر نبودی عقل وجان	

ظاہر ہے کہ اگر نوع انسان مین خارج از جواہر اجسام محسوسہ کوئی خاص جوہر
نہ ہوتا تو اوسکو تمام موجودات جسمانیہ پر فضل وشرف حاصل ہونے کی کوئی وجہ
نہ تھی - کیونکہ اجسام محسوسہ کے اعتبار سے انواع جمادات ونباتات وحیوانات
مین بمقابلہ نوع انسان کمالات معدنی ونباتی وحیوانی زیادہ پائے جاتے ہین
پس واضح ہو کہ جس جوہر کے ساتھ انسان مخصوص ہے وہ عرض اور کیفیت سے
محسوس نہین بلکہ خواص اور آثار سے معقول ہے (یعنی اوسکا علم وادراک اوسکی
خواص وآثار کے ادراک سے حاصل ہوتا ہے) اسی جوہر کو اصطلاح شرع مین

روح اور اصطلاح حکمت مین نفس ناطقہ کہتے ہین۔

اس جوہر مختص کی دو قسمین ہین۔

(۱) "معقولات و مفہومات کلیہ کا دریافت کرنا" جس کے ذریعہ سے صانع حقیقی کی معرفت حاصل ہو۔

(۲) "عملِ خیر" جو محض ارادۂ عقلی سے سرزد ہو اور اوسمین کوئی شائبہ قوت غضبی اور شہوانی یا دیگر اغراض زائدہ کا ہو۔ تفصیلاً یون سمجھو کہ انسان مین ادراک کی دو نوع ہین۔ ادراکِ جزئی اور ادراکِ کلی

ادراک جزئی وہ ہے کہ جو آلات بدن مین سے کسی آلے کا محتاج ہو جیسے دیکھنا۔ سننا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔ چھونا۔ اس قسم کے ادراک کو احساس اور اوسکے آلات کو حواس کہتے ہین (خیال و وہم بھی اسی نوع سے ہین)

ادراک کلی وہ ہے جسے تعقل اور نطق کہتے ہین اس قسم کے ادراک مین نفس ناطقہ کسی آلے کا محتاج نہین ہے بلکہ ادراک اوسکو بطور خود حاصل ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے نفس ناطقہ کو عقل بھی کہتے ہین۔

ادراک کے دو متبائن قسمون پر تقسیم ہونے سے ارادہ انسانی بھی دو قسمون پر منقسم ہو جاتا ہے۔

(۱) ارادۂ عقلی جو تعقل سے پیدا ہو۔

(۲) ارادۂ غیر عقلی جو احساس یا توہم یا تخیل سے پیدا ہو۔

ارادۂ عقلی سے جو افعال سرزد ہوتے ہین اونمین شہوت و غضب کو دخل نہین ہوتا (تمام مرضیات الہیہ اسی پر مبنی ہین) انہین دونون متذکرۂ بالا اثر (ارادہ عقلی اور ارادۂ غیر عقلی) کے ساتھ مختص ہونے سے انسان اشرف المخلوقات بنا اور تکلیف الہی کا مورد قرار پایا۔

اگرچہ حیوان مطلق بھی شعور اور ارادہ رکھتے ہین لیکن اونکا شعور محض حسی اور اونکا ارادہ محض غضبی ہوتا ہے اونکو فقط عبادت طبعی تو حاصل ہی لیکن اون سے صدور اخلاص ممکن نہین کیونکہ یہ امر خاصتہً ارادۂ عقلی سے متعلق ہے۔

ہان ملائکہ البتہ جنس جوہر مین انسان کے ساتھہ شریک ہین مگر چونکہ اونکی معرفت ذمائم کے معارضے سے مطلقاً محفوظ ہی اور اون کا اخلاص شہوت اور غضب کے شائبے سے مطلقا مبرا ہے لہذا وہ مورد تکلیف الہی نہین ہین۔

تکلیف کلفت سے مشتق ہی اور ملائکہ کو معرفت اور عبادت مین کچھہ کلفت نہین اس حیثیت سے انسان کو ملائکہ پر ترجیح دی جاسکتی ہے۔ حضرت سعدی فرماتے ہین

نہ فلک راست مسلم نہ ملک را حاصل	انچہ در سر سویدای بنی آدم از وست

اور یہ قطعہ بھی کسی نے خوب کہا ہے۔

آدمی زادہ طرفہ معجونیست	از فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل آن شود بہ ازین	ور کند قصد این شود بہ ازان

یہ بھی جاننا چاہئیے کہ نفس ناطقہ جس جہت سے ادراک معقولات کرتا ہے اوسکو حکما قوت نظری اور عقل نظری کہتے ہین اور جس جہت سے نفس ناطقہ امر خیر پر آمادہ ہوتا ہے اوسکو قوت عملی اور عقل عملی کہتے ہین۔

انھین دونون جہتون کے تکمیل کو حکمت وضع کی گئی ہے جس جہت سے قوت نظری کی تکمیل ہوتی ہے اوسکو حکمت نظری کہتے ہین اور جس جہت سے قوت عملی کی تکمیل ہوتی ہے اوسکو حکمت عملی کہتے ہین۔

عرف شرع مین اسی کمال قوت علمی کا نام ایمان ہے اور اسی کمال قوت عملی سے عمل صالح مراد ہے۔ پس حقیقتًا اس بات مین حکمت اور شرع کو مخالفت نہین ہے میرا اصلی مقصود اس بحث سے یہ ہے کہ انسان ارادہ عقلی کا مادہ موجود ہوتے ہوے اگر ارادۂ غیر عقلی سے کام لے تو وہ جانورون سے بدتر ہے اور اگر ارادۂ غیر عقلی کا مادہ موجود ہوتے ہوئے ارادہ عقلی سے کام لے تو اوسے ملائک پر شرف ہے کیونکہ فرشتون کو قدرتی طور پر ارادۂ غیر عقلی کی استعداد ہی حاصل

نہین ہے بخلاف اسکے انسان دونون ارادون کا جامع ہوکر اگر عقل سے
کام لینے پر مستعد ہو تو ثابت ہوگا کہ اوسنے خواہشات نفسانیہ پر مرضات الہیہ
کو مقدم رکھا۔

پس گویا تکلیف و تشریف کا سارا دار و مدار عقل انسان پر ہے۔

اب ہم اپنی بحث کی تائید مین چند حدیثین اور آیتین نقل کرتے ہین
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کو کسی شخص
کا حسن حال دریافت کرنا ہو تو لازم ہے کہ اوس کے حسن عقل پر نظر کرو کیونکہ
ہر شخص بقدر اپنی عقل کے جزا پاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کا یہ قول شریف بھی ہے کہ خداوند عالم نے اپنے بندون
کو عقل سے زیادہ افضل کوئی شے عطا نہین فرمائی۔ عاقل کا سونا جاہل کے
جاگنے سے بہتر ہے اور عاقل کا کھڑا رہنا جاہل کے سفر سے افضل حق تعالے
نے کسی نبی اور رسول کو مبعوث نہین فرمایا جب تک کہ وہ کمال عقل کو نہ
پہونچ لے اور اوسکی عقل جمیع امت کے عقول سے افضل نہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جو شخص عاقل ہے اوس کے لیے
دین ہی اور جس کے لیے دین ہے اوسکے لیے جنت ہے۔

امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ مخلوق پر خدا کی حجتین دو قسم کی ہین ایک حجت ظاہر یعنی انبیا و رسل و آئمہ دوسرے حجت باطنہ یعنی عقل۔

آپ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ جبرئیل امین نے حضرت آدم کے خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ تین چیزون مین سے ایک کو اختیار کیجے آپ نے پوچھا وہ تین چیزین کیا ہین۔ کہا عقل۔ حیا۔ اور دین۔ حضرت آدم نے فرمایا کہ مین نے عقل کو اختیار کیا جبرئیل نے حیا اور دین سے کہا کہ تم دونون چلدو اور عقل کا ساتھہ چھوڑ دو۔ حیا اور دین نے کہا ہمکو حکم خدا ہے کہ جہان عقل رہے ہم دونون بھی اوسی کے ساتھہ رہین۔

کسی نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کی عبادت اور دینداری کی تعریف کی آپ نے پوچھا کہ اوسکی عقل کیسی ہے کہا مین نہین جانتا۔ آپ نے فرمایا کہ عبادت کا ثواب بقدر عقل ملتا ہے۔ بنی اسرائیل مین ایک شخص خداوند عالم کی بہت عبادت کرتا تھا ناگہان اوسطرف کسی فرشتے کا گذر ہوا فرشتہ نے اوس شخص کی کثرت عبادت دیکھکر بارگاہ باری تعالی مین مسألت کی کہ خداوندا مجھے اس عابد کے مقدار ثواب پر مطلع فرما جب اوسکا ثواب عمل فرشتہ پر ظاہر کیا گیا تو فرشتے کو ثواب کی مقدار بہ نسبت عبادت کے بہت کم معلوم ہوئی

حق تعالی نے فرشتے کی جانب وحی کی کہ تو بصورت انسان اس عابد کے
پاس جاکر قیام کر وہان قلت ثواب کا حال تجھپر کھل جائیگا۔ فرشتہ بحکم ربانی
بصورت انسانی اوس عابد کے پاس آیا اور اوسکا شریک خدمت بنکر مقیم ہوا
صبح کو عابد سے کہا کہ تیرا مسکن عبادت کے لیے نہایت ہی موزون ہی عابد نے
کہا کہ ہان مگر ایک عیب ہے کہ میرے خدا کے مویشی نہیں ہین اگر اوسکا کوئی
گدہا ہوتا تو مین اوسکو اس مکان مین چراتا۔ کیونکہ یہان کی ہری ہری دوب مفت
ضائع ہوتی ہے۔ فرشتے نے کہا تیرے رب کے یہان کوئی گدہا نہین ہی عابد نے
کہا کہ اگر اوسکے یہان گدہا ہوتا تو ایسی عمدہ گہانس ضائع نہ ہوتی۔ پس خدا نے
اوس فرشتے کو آگاہ فرمایا کہ دیکھ مین اس عابد کو اسی کی عقل کی مقدار مین ثواب
دیتا ہون۔ (کیونکہ جب اسکے نقص عقل کی وجہ سے معرفت الٰہی مین نقص واقع ہوا
تو ثواب بھی ناقص ملا)۔

حضرت امام موسی کاظم کی حدیث ہی کہ پروردگار عالم اپنی کتاب پاک مین اہل عقل و
فہم کو بشارت دیتا ہے اور فرماتا ہے فبشر عبادا لذین یستمعون القول فیتبعون[1]
احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب

[1] سورہ زمر

یعنی (اے محمدؐ) ہمارے اون بندون کو خوشخبری دو جو ہمارے کلام کو کان لگاکر سنتے ہین اور اوسکی اچھی باتون پر عمل کرتے ہین یہی وہ لوگ ہین جنکو خدا نے نیک ہدایت دی ہے اور یہی وہ لوگ ہین جو عقل سلیم رکھتے ہین - انتہی

درحقیقت خداوند عالم نے نوع انسان کے لیے حجتون کو عقل کے ساتھہ کامل کیا ہی اور انبیا کی نصرت مین دلائل قاطعہ کے ساتھہ اپنی ربوبیت پر دلالت فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا ہے والٰهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم ٥ ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار والفلك التی تجری فی البحر بما ينفع الناس وما انزل الله من السماء من ماء فاحيا به الارض بعد موتها وبث فيها من كل دابة وتصريف الرياح والسحاب المسخر بين السماء والارض لايٰت لقوم يعقلون - یعنی تمہارا معبود خدای واحد ہے اوسکے سوا کوئی معبود نہین وہ بڑا رحم کرنیوالا مہربان ہی - بیشک آسمانون اور زمینون کے پیدا کرنے مین اور رات دن کی گردش مین اور جہازون مین جو لوگون کے فائدے کی چیزین لیکر سمندر مین چلتے ہین اور مینہ مین جسکو اللہ آسمان سے برساتا ہے پھر اوسکے ذریعہ سے زمین کو اوسکے مرنے یعنی افتادہ

سورہ بقرہ

ہونے کے بعد زندہ یعنی شاداب کرتا ہے اور ہر قسم کے جانوروں مین اور ہواؤن کے پہیرنے مین اور بادلون مین جو مابین آسمان وزمین گہرے رہتے ہین (غرض کہ ان سب چیزون مین) اون لوگون کے لیے جو عقل رکھتے ہین (خدا کی قدرت کی) نشانیان ہین

اور حق تعالی نے عقل کو اپنی معرفت اور کارسازی پر دلیل گردانا ہے چنانچہ فرماتا ہے وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذلک لاٰیت لقوم یعقلون۔ یعنی (اوسی قادر مطلق نے) رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارا تابع کیا ہے اور ستارے بہی اوسی کے حکم سے مسخر ہین ان چیزون مین (قدرت خدا کی) نشانیان ہین اون لوگون کے لیے جو عقل رکھتے ہین اور فرماتا ہے۔ ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون۔ یعنی وہی خدا ہے جسنے تمکو پہلے مٹی سے پیدا کیا پہر نطفہ سے پہر لوتہڑے سے پہر تم کو بچہ کی صورت (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو پہر بوڑھے ہو جاؤ

سورۂ نحل ۱۲

سورۂ مومن ۳

اور تم مین سے کوئی (ان اوقات سے) پیشتر ہی مرجاتا ہے اور تم مین سے جسکو جوانی یا بڑھاپے تک زندہ رکہا جاتا ہے تو اس غرض سے کہ تم وقت مقرر تک پہونچو اور خدا کی قدرتون کو عقل سے سمجھو۔ اور فرماتا ہے واختلاف الیل والنہار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا وتصریف الریح آیات لقوم یعقلون۔ یعنی رات اور دن کی گردش مین اور اس رزق مین جسکو اللہ آسمان سے اوتارتا ہے پہر اوسکے ذریعہ سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور ہواؤن کے ردوبدل مین (قدرت خدا کی) نشانیان ہین اونہین لوگون کے لیے جو عقل رکھتے ہین اور فرماتا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا قد بینا لکم الایٰت لعلکم تعقلون یعنی تم جانتے ہو کہ اللہ زمین کو اوسکے مرنے کے بعد پھر جلاتا ہے۔ ہم نے اپنی قدرت کی نشانیان تم سے واضح طور پر بیان کردی ہین تاکہ تم سمجھو۔

اور فرماتا ہے وفی الارض قطع متجورات وجنت من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل ط ان فی ذلک لایٰت لقوم یعقلون

سورہ جاثیہ ۱

سورہ حدید ۲

سورہ رعد ۳

یعنی زمین مین باہم ملے ہوئے قطعے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت (جنمین بعض) دو شاخے ہین اور بعض دو شاخے نہین حالانکہ ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہین اور اون کے پہلون مین ہم بعض کو بعض پر برتری دیتے ہین بیشک ان سب چیزون مین (خدا کی قدرت کی) نشانیان ہین اون لوگون کے لیے جو عقل کو کام مین لاتے ہین۔

سورہ روم

اور فرماتا ہے ومن ایٰتہ یریکم البرق خوفا و طمعا و ینزل من السماء ماء فیحی بہ الارض بعد موتہا ان فی ذلک لایٰت لقوم یعقلون۔ یعنی اوسی خدا کی (قدرت کی) نشانیون سے یہ بھی ہے کہ وہ تمکو ڈرنے اور امید کرنے کے لئے بجلیان دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے اور اوس پانی سے زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے ان (سب باتون) مین (خدا کی قدرت کی) نشانیان ہین اون لوگون کے لیے جو عقل رکھتے ہین۔

سورہ انعام

اور فرماتا ہے کہ قل تعالوا اتل ما حرم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا و لا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاہم و لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن و لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصکم بہ لعلکم

تعقلون - یعنی (اے محمد صلعم) لوگون سے کہو کہ ادہر آؤ مین تم کو وہ چیزین پڑہکر
سناؤن جو تمہارے ربنے تم پر حرام کی ہین یہ کہ کسی کو خدا کا شریک نہ ٹہراؤ - اور
مان باپ کے ساتہہ احسان کرو - افلاس کے ڈر سے اپنے بچون کو قتل نہ کرو - کیونکہ
ہم تمہین اور انہین بہی رزق دیتے ہین - اور بیحیائی کی کہلی اور چہپی باتون کے
نزدیک نہ جاؤ - اور جان جسکے مارنے کو اللہ نے حرام کیا ہے اوسے نہ مارو
بجز اوس صورت کے کہ اوسکا مار ڈالنا حق ہو ان سب باتون کا خدا نے تمکو حکم دیا ہے
تاکہ تم سمجہو -

اور فرماتا ہے ضرب لکم مثلا من انفسکم ھل لکم مما ملکت ایمانکم
من شرکاء فی ما رزقناکم فانتم فیہ سواء تخافونھم کخیفتکم
انفسکم کذلک نفصل الایٰت لقوم یعقلون - یعنی اللہ تعالی تمہارے
(سمجہنے کے) لیے تمہاری ایک مثل بیان کرتا ہے کہ جن غلامون کے تم مالک ہوے وہ
تمہاری اوس روزی مین جو ہمنے تم کو دی ہے تمہارے شریک ہین پس تم اور وہ اوس
روزی مین برابر ہو اور تم اونکی ویسی ہی پرداخت کرتے ہو جیسی اپنی - جو لوگ
عقل رکہتے ہین اون کے لیے اسیطرح ہم اپنی نشانیان واضح کرتے ہین -

اور پروردگار عالم نے صاحبان عقل و فہم کو بہترین زینت کے ساتہہ مزین کیا ہے

سورہ روم

سورہ بقرہ

اور اونکا ذکر حسن وخوبی کے ساتھہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد کرتا ہی - یؤتی الحکمۃ من یشآء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب - یعنی اللہ جسکو چاہتا ہے سمجھہ اور عقل دیتا ہے اور جسکو سمجھہ اور عقل دی گئی اوس نے فی الواقع بڑی نعمت پائی - اور نصیحت بہی وہی پاتے ہین جو عقل اور فہم والے ہین -

سورہ آل عمران

پہر فرماتا ہی - ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لایٰت لاولی الالباب یعنی آسمان وزمین کی ساخت اور رات اور دن کے ردوبدل مین عقلمندون کے سمجہنے کو قدرت خدا کی نشانیان ہین -

سورہ رعد

اور فرماتا ہے افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن ہو اعمی انما یتذکر اولوا الالباب یعنی جو شخص یہ سمجہتا ہے کہ قرآن مین جو کچہ پروردگار کی طرف سے (ای پیغمبر) تم پر نازل ہوا ہے حق ہی کیا یہ شخص مثل اوس شخص کے (بے نصیب) ہوگا جو اندہا یعنی بے سمجہہ ہو قرآن سے وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہین جو عقلمند ہین -

سورہ زمر

اور فرماتا ہی - امن ہو قانت اناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

انما یتذکر اولوالالباب یعنے کیا جو شخص رات کو تنہائی مین خدا کی
عبادت سجدے اور قیام کے ساتھہ بجالاتا ہے۔ آخرت سے ڈرتا ہے۔ اپنے پروردگار
کی رحمت کا امیدوار ہی۔ (بندہ نافرمان کے برابر ہوسکتا ہی) اے پیغمبر لوگون سے
کہو کہ بھلا کہین جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوتے ہین۔ بیشک
نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہین جو عقل رکھتے ہین۔

سورہ ص ع ۳
اور فرماتا ہے کتٰب انزلنٰہ الیک مبارک لیدبروا ایٰتہ ولیتذکر
اولوالالباب یعنی (اے محمدؐ) یہ مبارک کتاب (قران) ہمنے تم پر نازل کی
تاکہ لوگ اوسکی آیتون پر غور کرین اور جو لوگ عقل رکھتے ہین نصیحت پذیر ہون۔

سورہ مومن ع ۶
اور فرماتا ہے ولقد اتینا موسے الھدی واورثنا بنی اسرائیل الکتاب
ھدی وذکرا لاولی الالباب یعنی بتحقیق ہمنے موسٰی کو توریت عطا کی اور
بنی اسرائیل کو اوسکا وارث بنایا جسمین عقلمندون کے لیے ہدایت اور نصیحت ہی۔
اور حق سبحانہ تعالی نے اون لوگون کی مذمت کی ہے جو کچھ نہین سمجھتے اور عقل سے

سورہ بقرہ ع ۲۱
کام نہین لیتے چنانچہ فرماتا ہی واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا
بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئا
ولا یھتدون۔ یعنی جب لوگون سے کہا جاتا ہی کہ جو حکم خدا نے اوتارا ہے

اوسکی پیروی کرو تو کہتے ہین نہین بلکہ ہم اپنے باپ دادون کی روش پر چلین گے چاہے اون کے باپ دادے نہ عقل سے کام لیتے رہے ہون نہ راہ راست پر رہے ہون۔

اور فرماتا ہی ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاء وندآء صم بکم عمی فہم لا یعقلون یعنی کفار کے مثل اوس شخص کی سی ہی جو ایک ایسی چیز کے پیچھے پڑا چلا جاتا ہے جو سنتی سناتی نہین محض بلانا اور پکارنا ہی ایسے لوگ بہرے۔ گونگے اور اندھے ہین عقل سے کام نہین لیتے۔

اور فرماتا ہے ومنہم من یستمعون الیک افانت تسمع الصم ولو کانوا لا یعقلون یعنی (ای محمد صلعم) انمین سے کچھ ایسے لوگ بھی ہین جو تمہاری باتون پر فقط کان لگاتے ہین تو کیا تم ان بہرون کو سنا سکوگے اگرچہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہون

اور فرماتا ہی ام تحسب ان اکثرہم یسمعون او یعقلون ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا۔ یعنی اے پیغمبر کیا تم خیال کرتے ہو کہ اون مین سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہین یہ تو مثل جانورون کے ہین بلکہ اون سے بھی گئی گذری ہوے

اور فرماتا ہی لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری محصنۃ او من وراء جدر باسہم بینہم شدید تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی ذلک

سورہ بقر ۱

سورہ یونس ۲

سورہ فرقان ۳

سورہ حشر ۴

بانهم قوم لایعقلون - یعنی یہ سب مگر تم سے نہین لڑسکتے - سوا محفوظ بستیون کے یا دیوارون کی آڑ مین - آپس مین ان لوگون کا بہت رعب ہے تم ان سب کو ایک یعنی متفق سمجھتے ہو حالانکہ اون کے دل پراگندہ ہین اسلیے کہ ان لوگون مین عقل بالکل نہین -

---

غرض کہ ان تمام روشن دلیلون سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ حسن قبح تمام چیزون کا عقلی ہے اور بیشک اس کلیہ مسلمہ سے کوئی ایسا شخص جسکا دماغ صحیح ہو انکار نہین کرسکتا -

معتزلہ تو اسکے قائل ہین کہ حسن و قبح اشیا عقلی ہے البتہ اشاعرہ کہتے ہین کہ حسن و قبح اشیا محض شرعی ہے لیکن اون کی یہ بات بلا دلیل ہے کیونکہ فی نفسہ اشیا کا جہت حسن و قبح سے خالی ہونا غیر ممکن ہے اگر ایسا ہو تو قبل ظہور

---

(۱) لاحکم للعقل فی حسن الاشیاء وقبحها یعنی حسن و قبح اشیا مین عقل کا کچھ حکم نہین (شرح مواقف)

(۲) فلیس للعقل حکم فی حسن الاشیاء وقبحها یعنی حسن و قبح اشیا مین عقل کو دخل نہین (عقائد عضدیہ)

(۳) لاحسن ولا قبح عقلیین عندنا یعنی ہمارے نزدیک حسن و قبح (اشیا) عقلی نہین ہین (شرح عقائد عضدیہ)

(۴) نیست عقل را حکم در حسن و قبح چیزہا و نزد معتزلہ حسن و قبح عقلی است (بغیۃ الرائد شرح العقائد صدیق حسن خان)

حکم شرع کوئی فعل ممدوح یا مذموم سمجھنے کے قابل نہین ہو سکتا یعنی نہ عدل وظلم مین کوئی فرق قائم ہو سکتا ہی اور نہ کسی فعل ممدوح و مذموم کے فاعل مثاب و معذب قرار پا سکتے ہین اور یہ محال ہے - ہان اس حیثیت سے کہ جب شارع بمنطوق وما ینطق عن الھوے ان ھو الا وحی یوحی معصوم و محفوظ عن الخطا ٹہرا تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عقل و شرع ایک چیز ہین - لیکن قانون شرع کو قانون عقل سے قطعاً جدا کر کے اوس کے حسن و قبح کا قائل ہونا بالکل ہی ایک فاسد خیال ہے اور اگر وہم کا نام عقل رکھ لیا گیا ہے یا علمائے مذہب کی کلیات مدونہ موضوعہ کو شرع سمجھا گیا ہے تو ایسا خیال فقط فاسد ہی نہین بلکہ فاسد علی الفاسد ہی -

یہ بہی دیکھنا چاہیے کہ اگرچہ شارع کے اقوال و افعال مطلقاً واجب الاتباع ہین لیکن اون اقوال و افعال کی نقل و روایت مین جو سقم واقع ہوتے ہین اون کے مرتفع کرنے کو ارباب جرح و تعدیل عقل ہی سے اصول درایت مقرر کرتے ہین اور جب کہ احادیث رسول کے حسن صحت دریافت کرنے کو اصول عقلیہ کی ضرورت ہے تو استنباط فقہا کے رد و قبول کا دار و مدار بدرجہ اولے عقل پر ہوگا -

ان سب کو جانے دو اور سرے سے غور کرو تو خود واجب الوجود ہی کی معرفت "عقلی" پاؤگے اور بے ساختہ کہدوگے کہ

کلام والون کے دعوی ہین سرسبر بے اصل	بس اونکی رائین ہین پابند فرع نقلی کی
خدا کو عقل سے پہچانا جب کہ ہمنے مذاق	بڑی دلیل یہ ہی حسن و قبح عقلی کی

اسیطرح انبیا علیہم السلام کی معرفت بہی عقلی ہے شرعی نہین ہے کیونکہ کسی نبی کی شریعت اوسکی نبوت کی تصدیق سے پہلے تسلیم نہین کی جاسکتی جب نبی کی تصدیق ہوے گی تب کہین اوسکی شریعت پر عمل کیا جا یگا نہ یہ کہ تسلیم شریعت کے بعد تصدیق نبوت عمل مین آے۔

انہین تصدیقات قلبیہ یعنی عقائد کو ایمان کہتے ہین اور ایمان ہی پر دین و مذہب کی بنیاد ہے گو علی العموم یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ قلبی تصدیق ہی کا نام ایمان اور اعتقاد ہے لیکن پہر بہی عجب ہے کہ اکثر اسلامی فرقے جسطرح فروع عملیہ[ع] مین تقلید کے پابند ہین اوسی طرح اصول عقائد مین بہی تقلید بلا تحقیق کو واجب سمجھتے ہین حالانکہ درحقیقت اعتقادات مین تقلید حرام ہی کیونکہ تصدیق قلبی محض تحقیق سے حاصل ہوتی ہے لہذا ہر مکلف پر لازم ہی کہ بجاے خود تعقل اور تفکر سے

[ع] فروع عملیہ اعضا اور جوارح سے متعلق ہین جسطرح اصول دینیہ کو قلب سے تعلق ہے

کام ہے تاکہ تحقیق کی شعاعین سطح قلب کو تصدیق کے نور سے روشن کر دین
ورنہ تقلید کی تاریکیون مین ٹٹولنے سے بہی دست دل تصدیق کو نہین پا سکتا
اور بیشک مین نہایت آزادی کے ساتھہ کہہ سکتا ہون کہ جاہلانہ تقلید کی حلاوت
سے عاقلانہ تحقیق کی تلخی ہزار درجہ لذیذ اور خوشگوار ہے۔

ھو العلی

نبیؐ پر جو سو جان سے قربان نہین ہے
وہ مقبول درگاہ سبحان نہین ہے

حدیث نبی کو سنے جو نہ دل سے
وہ حیوان مطلق ہے انسان نہین ہے

روایت یہ اک جمع اصحاب سے ہے
بلا وجہ مشہور دوران نہین ہے

پھرے حج سے حضرت تو خم مین پہونچکر
کہا آگے جانیکا فرمان نہین ہے

سنین مجتمع ہو کے سب حکم میرا
کہ یہ حکم بے وحی یزدان نہین ہے

پڑھا خطبہ پھر جا کے بالائے منبر
کہا دیکھو ہر روز یکسان نہین ہے

عجب کیا جو چھوڑون مین اب اس جہانکو
غم موت کا کوئی درمان نہین ہے

مرے بعد ہرگز نہ تم یہ سمجھنا
کہ اب رہنمائی کا سامان نہین ہے

تمہاری ہدایت کو ہے میری عترت
اکیلا فقط ایک قرآن نہین ہے

کروگے جو اِن دونون سے تم تمسک — تو پھر خوفِ اغواے شیطان نہین ہے
سنو جسطرح مین ہون مولا تمھارا — اور اسمین ذرا شک کا امکان نہین ہے
اوسیطرح تم سب کے مولا ہین حیدر — جو منکر ہو کامل بایمان نہین ہے
گزارش کیا سب نے خطبے کو سنکر — ہے وہ کون جو اس سے شادان نہین ہے
کہا ملکے حیدر سے حضرت عمر نے — مسرت کی کچھ حد و پایان نہین ہے
مبارک ہوا اے شاہ ملک ولایت — زمانہ مین اب تم سا ذیشان نہین ہے
کہ مولا ہوئے آج تم مومنون کے — نبی کی طرح اور یہ آسان نہین ہے
مذاق اس سے کالشمس ہے آشکارا — مثالِ شبِ تار پنہان نہین ہے
کہ جو شخص حیدر کو مولا نہ سمجھے — وہ مومن نہین ہے مسلمان نہین ہے

قطعہ

عبث بعض سنی ہین مجھسے ملول
بلاوجہ معقول و نصِ جلی
مین کہتا ہون اُن سے یہان اے مذاق
نبی کے ہین چوتھے خلیفہ علیؑ

مضامین الفاح مغربی

پردہ نسوان نمبر (۱)

سید نذیر حسین صاحب - بی - اے - انبالوی کا جو مضمون" درباب مخالفت پردہ نسوان" علیگڈہ منتلی (مطبوعہ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۳ء) مین شایع ہوا ہے اُس مین سید صاحب نے اپنی انوکھی دلیل سے فطرۃً مرد و زن کا برابر ہونا ثابت کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب دونون جنسون کا مرتبہ مساوی ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ عورتون کے لیے پردے کی قید مخصوص کیجائے چنانچہ فرماتے ہین کہ

"فطرۃً مرد و زن برابر ہین بالکل برابر
من حیث المجموع برابر یا یون کہئے کہ
دونون ناقص ہین اور دونون ایک
دوسرے کا تتمہ"

یعنی مرد و زن اپنے اپنے فطرتی نقص و کمال کے اعتبار سے ایک دوسرے کے محتاج ہین اور اس حیثیت سے دونون کا درجہ برابر ہے - پس عدالت کا اقتضا یہ نہین ہوسکتا کہ مرد باہر نکلین عورتین پردے مین رہین - مرد سیرین کرین ہوائین کھائین عورتین ان دلچسپیون سے محروم رکھی جائین -

اس مین شک نہین کہ بی - اے صاحب کا یہ پوائنٹ بہت ہی بلیغ ہے اور غور کیجے تو اس سے عجیب و غریب نیچرل نکات مستنبط ہوتے ہین۔

مثلاً فطرۃً انسان کے اعضاے جسمانی برابر ہین۔ بالکل برابر۔ مگر من حیث المجموع برابر یا یون کہئے کہ سب ناقص ہین اور سب ایک دوسرے کا تتمہ" یعنی تمام اعضا اپنے اپنے فطرتی نقص و کمال کے اعتبار سے ایک دوسرے کے محتاج ہین اور اس لحاظ سے سب کا درجہ مساوی ہے پس انصاف کا مقتضا یہ نہین ہو سکتا کہ منہ کو ہٹن چاپ کھلائے ... کوئی کھلائے منہ کو کھلا رکھے ... کو پتلون مین چھپایئے۔

پردہ نسوان

نمبر ۲

حسن بے پردہ کے جلوے نہ دکھائین کیونکر
جن پر پڑا دون کے مردون مین نہین استعداد
چار دیواری کی پردے مین جو رکھین محبوس
گون پہنائی انھین کہنا سکھایا پس فو
بی بی کہتی ہین نہ ٹب ہے نہ ہی عمدہ صابون

راز جو فاش ہوا دسکو وہ چھپائین کیونکر
رہ کے پردے مین نہین بچون کی مائین کیونکر
بیگمی جان کی ظاہر ہون ادائین کیونکر
لیکن اب سانولی کو گوری بنائین کیونکر
پہر بہلا کوئی بتائے کہ نہائین کیونکر

میز کرسی نہین برتن کا نہین سٹ پورا
چھری کانٹے نہین موجود تو کہائین کیونکر

نہ پیانو ہے نہ میوزک کی قواعد کی کتاب
کونسی چیز بجایا کرین گائین کیونکر

نہ فٹن ہے نہ چرٹ ہے نہ کوئی ٹمٹم ہے
سیر کرنے کے لیے جہکڑ تو یہ جائین کیونکر

کورٹ شپ کہتی ہین جس چیز کو بس ہے اک چیز
بات جو ہو نہ تبانے کی بتائین کیونکر

مغربی اصل مین روٹی کی پڑی ہے ہمکو
بی بی کو پردہ مین رکھین تو کمائین کیونکر

پردہ نسوان

نمبر ۳

تعلیم یافتہ یہی کہتے ہین صاف صاف
تعلیم دے کے عورتونکو کرو خوش غلاف

دہو جائے زنگ شرمِ شرافت کا جسم سے
ہو جائے حکم شرع اونہین سربسر معاف

پردے سے نکلین کوچہ بکوچہ پھرا کرین
جسطرح گشت کرتی ہین زنہائے نور باف

پریون کے ایسے جہنڈ نظر آئین ہر جگہہ
ہندوستان کو کہنے لگین لوگ کوہ قاف

ہر لحظہ سب اونہین کی زیارت کیا کرین
ہر وقت بس اونہین کا کرین شوق سے طواف

ہر سال سالِ جشن ہو ہر ماہ ماہ عید
ہر روز روز عرس ہو ہر شب شبِ زفاف

تعلیمِ زن کا اصل مین مقصود ہے یہی
پردہ نشین رہین نہ خواتین باعفاف

دیکھو بچشم غور ذرا رنڈیون کو تم
تعلیم پاکے ہوگئین پردے کے وہ خلاف

پردہ نسوان

نمبر۴

ہمارے تعلیم یافتہ بھائیون نے تہذیب کے فضل و کرم سے اپنی فیشن ایبل زندگانی مین یہانتک ترقی نہ پائی کہ اب عورتون کے بے پردہ کرنے کی بھی ضرورت لاحق ہوئی کیونکہ بغیر اسکے واقعی فیشن کی تکمیل ناممکن ہے۔

نقالیان جو سیکھ چکے ہین رجال قوم
تو اب بنائی جائینگی نقال بیبیان

تھیٹرون مین جاکے اوڑائینگی وہ مزے
جائینگی اب نہ میکے نہ سسرال بیبیان

پہنینگی گون سیکھینگی میوزک کے قاعدے
جاکر کمائینگی شرف بال بیبیان

یہ سب تو ہو ہی جائیگا وقت مگر ہے ایک
رنگوائینگی سفید کہان کھال بیبیان

ڈر ہے کہ رنگ لائے نہ بے پردگی کا سین
بیچاریان بنین نہ کہین لال بیبیان

قومی نظم

کرو تلاوت اخبار البشیر ضرور
کرو سماعت تقریر مولوی نذیر

یہ دونون حامل و عالم ہین راز نیچر کے
یہ دونون رمز لبرٹی کے ہین نصیر و ظہیر

یہ دونون قوم کے مصلح کہ ہین بشیر و معین
یہ دونون ملک کے محسن ہین دبیر و وزیر

یہ دونون طرز مہذب کے ہین زبان و قلم
یہ دونون امت کالج کے ہین بشیر و نذیر

۱۰۷۹ع
گلستانِ مذاق